

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



حزب الانصار

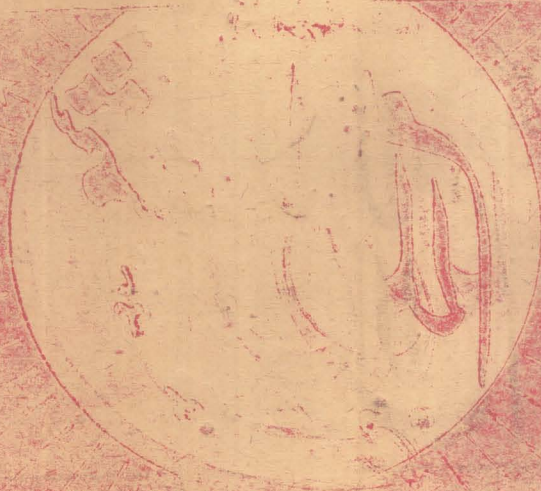
(۵۰۰ کے ۵۵۰ کلروں کا گروہ)

پنجاب کا سب سے بڑا اسلامی تبلیغی ادارہ جو ۱۹۲۹ء سے اسلامی خدمت میں سرگرم ہے۔ حج مسجد پورہ کی عظیم الشان تجارت کی مومت دارالعلوم پورہ پورہ کا اجراء اور اس کے ماتحت کئی جامہ مدارس عربیہ کا قیام دارالمبلغین سالانہ تبلیغی کانفرنس غرض ہر طریقہ سے مسلمانوں کی تعلیمی - اقتصادی اور مجلسی اصلاح اور تنظیم کے لئے محاصل معاشی جاری ہیں جماعت کا ترجمان جریدہ شمس الاسلام ہر ماہ پورہ سے شائع ہوتا ہے۔ حزب الانصار کے قائم کردہ ہفتی اداروں کی امداد اور جریدہ شمس الاسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ لاکر اور جماعت کے معاون بنکر ثواب حاصل فرمائی۔

انتھار احمد بٹوئی کان اللہ نہ

ایڈیٹر حزب الانصار پورہ پورہ





بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل القرآن
موسى عليه السلام في ليلة القدر
في شهر رمضان المبارك
في سنة الف وستمائة
في شهر رمضان المبارك
في سنة الف وستمائة
في شهر رمضان المبارك
في سنة الف وستمائة

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل القرآن

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل القرآن

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل القرآن

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل القرآن

ہر انگریزی ماہ کی گیارہ تاریخ کو
پابندی وقت سے شائع ہوتا ہے

شمس السلام بھیرہ

میدان اعزاز : سید سیاح الدین کا کاخیل

جلد ۲۲ ذوالحجہ ۱۳۹۹ھ و محرم الحرام ۱۴۰۰ھ مطابق ماہ اکتوبر ۱۹۵۷ء شمارہ ۱۰

فہرست

۴	بزم انصار
۶	فروغ ماہ بن بن کجہاں میں چار یاد آئے (نظم)
۷	شذرات
۱۳	تعلیمات اسلامی
۱۴	منتخبات القرآن
۱۵	باب الحدیث
۱۶	عشرہ محرم
۱۹	اسلام لائیک بعد فاروق اعظم کا پہلا کام
۲۱	تقریر داری، سینہ کو بی و دیگر بدعات محرم حرام ہیں
۲۳	یتیم پوتے کے میراث کا مسئلہ شیعہ مذہب میں
۲۶	تذکرۃ المکرام
۲۹	باب الاستفسار
۳۲	شیعی معتقدات کا ایک دلچسپ نظارہ
۳۶	ختم نبوت (نظم)
۳۷	شہدائے کربلا
۴۲	دارالعلوم عزیزیہ (نظم)

ترسیل زرہ خط و کتابت کا پتہ
ینجر رسالہ شمس السلام جامع مسجد بھیرہ (پاکستان)



ہندوستان والے اپنا چند لہ
حاجی فضل الہی عبد المجید صاحبان کمیشن
ایجنٹس ۱۵ نوآب مسجد شریٹ بیبی
دہندوستان، کو بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں۔



بدل اشتراک

نمونہ کے لئے ۴۴ کے ٹکٹ ارسال کریں	
سالانہ عوام سے	۴۴
معاونین سے	۴۴
طلبہ سے	۴۴
فی پرچہ	۴۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بزم انصار

کاسرکد گجرات الانصار

آج سے بیس سال قبل کی بات ہے۔ کہ بانی حزب
الانصار مولانا الحاج ظہور احمد بگٹی نور اللہ مرقدہ نے محسوس
کیا۔ کہ پر فرقہ دور ہے۔ دشمنان اسلام کثیر تعداد میں ہیں۔
بد باطن اپنے پورے اعتراضوں سے اسلام پر حملہ کر کے
سادہ لوح مسلمانوں کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔
ایک ایسی جماعت کی ضرورت ہے۔ جس کے مبلغین
ہر قصبہ، شہر میں پہنچ کر اعلاۃ کلمۃ الحق کریں۔ اور ان کے
اعتراضات کا دندان شکن جواب دیں۔ مبلغین کے علاوہ
ایک ماہنامہ جاری کیا جائے۔ کہ جہاں مبلغ نہ پہنچ سکیں وہاں
رسالہ کے ذریعہ باطل فرقوں کی مدلل تردید کر کے مسلمانوں
کو ان فتنوں سے بچایا جائے۔

الحمد للہ تم الحمد للہ۔ آج تک مبلغین حزب الانصار
نے ادا نیکی فرض میں کوتاہی نہیں کی۔ مقصد عزیز کے
سے ہزار ہا میل کا سفر کیا۔ سینکڑوں اجتماعات میں
پیغام حق پہنچایا۔ مسلمانوں کو ابلیسی ذریت کے ہتھکنڈوں
سے آگاہ کیا۔ اوطان سے بچنے کی تلقین کی۔

اسی طرح ”شمس الاسلام“ فرق باطلہ کی تردید میں

پیش پیش رہا۔ اس کی خاموش و پر خلوص خدمت کو
رب کریم نے نوازتے ہوئے ہندو پاکستان کے علاوہ
افغانستان، ایران، انڈونیشیا وغیرہ ملک کر نہیں پہنچائیں۔
بفضل خدا شمس الاسلام کی عمر کا اکیسواں سال
عقلم ہو چکی ہے۔ باد و باران سے گزرنا پڑا۔ اور بہت سحر
وصلہ شکن واقعات پیش آئے۔ مگر خداوند کریم کی
تائید ہمیشہ شامل حال رہی۔

جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے

جو ہوگا وہ ترے ہی کرم سے ہوگا

قارئین کرام سے درخواست ہے۔ کہ شمس الاسلام
کی سرپرستی فرما کر اشاعت تبلیغ دین میں ہاتھ بٹا کر
خوشنودی الہی حاصل کریں۔

دارالعلوم عزیز | میں اساتذہ کرام
نہایت محنت سے

پڑھا رہے ہیں۔ اور طلبہ بھی نہایت ذوق
و شوق سے مصروف تعلیم ہیں۔

حل الغوامض

استاذ العلماء والفضلاء خاتم
المحدثین والمفسرین حضرت مولانا
سید الفاضل شاہ نور الدین مرقدہ کی ذات گرامی محتاج تعارف
نہیں۔ آپ نے مذاہب باطلہ کی تردید میں معرکہ الآراء کتب
لکھنے کے علاوہ فنون میں بھی رسائل لکھے ہیں۔ ان
میں سے آپ کی ایک مشہور معروف نظم فارسی
زبان میں ہے۔ جس میں آپ نے مسائل میراث اس
عہدگی سے بیان فرمائے ہیں۔ کہ اس کی موجودگی میں
اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں۔

ہمارے محترم ذوالحجہ والکرم حضرت میاں جان محمد
صاحب ساکن باگڑا ضلع ملتان۔ جو کہ اپنے دل میں
خدمت دین کا بے پناہ جذبہ رکھتے ہیں۔ آپ کی نگاہ دور
اندیش نے محسوس کیا کہ وراثت بل منظور ہونے کے بعد
مسائل وراثت کی ضرورت ہر خاص و عام کو ہے۔ اس لئے
”النور الفائنض“ کا عام فہم اردو زبان میں مطلب صفحہ
قرطاس پر لانا چاہئے۔ چنانچہ آپ کی خواہش کے پیش نظر

حضرت مولانا عطاء محمد صاحب ساکن پودھوان ضلع
ڈیرہ اسماعیل خان۔ جو کہ مشہور خاندانی عالم ہیں۔ ان
سے درخواست کی گئی۔ کہ آپ اس اہم کام کا بیڑا اٹھائیں۔
تو انہوں نے درخواست کو شرف قبولیت بخشے ہوئے
”النور الفائنض“ کا آسان سے آسان الفاظ میں مطلب
بیان کیا ہے۔ جس کا نام ”حل الغوامض“ رکھا
گیا ہے۔ کتاب کی کتابت ہو چکی ہے۔ اور
بہت جلد شائع ہو رہی ہے۔

شیخ کتاب سے مقصود نفع کمانا
نہیں۔ بلکہ اصل لاگت پر اس بیش
قیمت کتاب کو شائع کر کے ضرورت مندوں
کی ضرورت کو پورا کرنا ہے۔
مندرجہ ذیل پتہ پر طلب فرمائیں۔

عتامہ مرکزیہ الانصار پاکستان
دارالشاہ مجلس حزب الانصار بھیرہ

مبلغین کی ضرورت

مجلس مرکزیہ حزب الانصار کو چار مبلغوں کی ضرورت ہے۔ جو کہ فارغ
التحصیل ہونے کے علاوہ تبلیغ دین کا شوق بھی رکھتے ہوں۔ ان کو
معقول مشاہرہ دینے کے علاوہ سفر خرچ بھی دیا جائیگا۔
ضرورت مند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

امیہ حزب الانصار بھیرہ

فروع ماہ بن بن کربہاں میں چار یار آئے

(حضرت اشتر لکھنویؒ)

تو صحنِ بوستاں میں غنچہ ہا چار یار آئے
کہیں عثمان و حیدر شگفتہ برگ و بار آئے
فروع ماہ بن بن کربہاں میں چار یار آئے
حکومت مٹ گئی ہال کی تھکتے تاجدار آئے
سیملی میں پیشِ مصطفیٰ جب یار غار آئے
چمکتی چمپاتی جب وہ تیغ شعلہ بار آئے
وہ بستانِ جہاں میں بنگے شاخ باردار آئے
علیؑ باندھے ہوئے میدانِ جہم ذوالفقار آئے
زباں پر پھر نہ کیونکر ان کی مدحت بار بار آئے
بت ہی کا مگار آئے بت ہی کا مگار آئے

مشیّت نے جو چاہا باغِ مسلم میں بہار آئے
کہیں صدیق کی نہکت کہیں فاروق کی نہکت
لگائے چار چاند آئے جو چرخِ خلافت میں
کہاں عظمتِ قیصر کہہ کر ہر شانِ کسراںی
گلیمِ سرگین اور ہسی فرشتوں نے محبت میں
جگر تھرا اٹھیں کیونکر نہ فاروقی جلال سے
نواضع انکار و بردباری شانِ عثمان سے
مٹائی مہرِ حربِ غنم کی ساری سرکشی آخر
یہ چاروں پیکرِ دین محمدؐ کے عناصر ہیں
انہیں دیکھو ذاتم امتحانِ بدر و خندق میں

رزائے کلجے خوفِ دہشتِ ہر فیوں کے
اثرِ ٹپتے ہوئے حربِ صلح اصحابِ کبار آئے

نشتر بات

(اداسی)

انتخابات اسمبلی کے متعلق ہماری رائے

کچھ احباب پوچھتے ہیں کہ پنجاب اسمبلی کے آئندہ انیولے انتخابات کے بارے میں آپ کی رائے اور مشورہ کیا ہے۔ اس سوال کے جواب میں بطور تفصیل کے ساتھ تمام گوشوں کو نمایاں کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن آج کی صحبت میں ہم چند بنیادی اور اصولی باتوں کو ذکر کر کے اپنا موقف سمجھانا چاہتے ہیں۔ تفصیلات بیان کرنے اور مشورہ عرض کرنے سے قبل اس حقیقت کو سب سے اول کھول کر سمجھنا ضروری ہے۔ کہ ہر معاملہ کی طرح اس معاملہ میں بھی ہم صرف اپنی رائے ذاتی خواہش اور تقاضائے طبیعت پر نہ عمل کرنا درست سمجھتے ہیں اور نہ دوسرے کو مشورہ دینا جائز۔ تمام معاملات زندگی میں نہ ہماری اپنی کوئی ذاتی رائے ہے اور نہ اسکی پیروی کرنا چاہی ہو۔ ہماری رائے وہ ہوگی جو خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو سمجھا چکے ہیں۔ اور قرآن و احادیث میں بتا چکے ہیں۔ اور جس کی تشریح و توضیح ائمہ دین فرما چکے ہیں۔ جو غلام اقتاب حمزہ زکریا کویم۔ اور سہ آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم۔

اس لئے ہم جو کچھ عرض کریں گے۔ اپنے ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں عرض کریں گے۔ جو اسلام کی رائے ہے وہ ہماری بھی رائے ہے۔ اور اپنے بھائیوں کو ہم اسی کا مشورہ دیں گے۔

قریباً بیس ماہ کا عرصہ ہوا کہ گورنر جنرل پاکستان نے

سنگین الزامات لگا کر ان کی بنا پر پنجاب اسمبلی کو توڑ دیا تھا۔ شاید قارئین کرام کو وہ تمام الزامات یاد ہونگے۔ جو اس اسمبلی کے ممبروں پر پاکستان کے ایک بڑے ذمہ دار "حاکم اعلیٰ" کی طرف سے لگائے گئے تھے۔ اسمبلی کو توڑنے کی وجوہات جس تفصیلی بیان میں ذکر کئے گئے تھے اگر اس کا خلاصہ مختصر سے مختصر الفاظ میں بھی نکالا جائے تو یہی نکلتا ہے۔ کہ پنجاب اسمبلی کے سائے ممبر خاں، کنبہ پرورد، اقران نواز، لالچی، حریص قوم کے مفاد کو نہ سوچنے والے، ذاتی اغراض کے بندے اور ہر طرح سے نااہل ہیں۔ اس لئے ضرورت محسوس کی گئی کہ ایسے ممبروں کی اسمبلی توڑ دی جائے۔ اور قوم کو ایسے لوگوں کے اقتدار و اختیار سے نجات دی جائے۔ محترم گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین صاحب نے ساتھ ہی یہ مشورہ بھی دیا تھا کہ امید ہے ایسے ممبروں سے اب نجات پانے کے بعد باشندگان پنجاب پھر اس قسم کے نااہل لوگوں کو منتخب نہ کریں گے۔ بلکہ وہ آئندہ انتخابات میں صحیح نمائندے چن کر بھیجیں گے۔ جن میں پوری طرح کی اہلیت موجود ہو۔ اور آپ کو یاد ہو گا کہ اسمبلی توڑنے کے اس اعلان پر عام طور سے کس قدر خوشی کا اظہار کیا گیا تھا۔

گورنر جنرل جیسے ذمہ دار شخص کی طرف سے ان ممبروں کو جو "خطا بات" دیئے گئے تھے اور جو الزامات لگائے گئے تھے اس کے بعد تو اس میں کوئی شک نہ رہا کہ سابقہ اسمبلی کے ارکان کسی طرح اس تہیز کے اہل نہیں۔ کہ وہ اسمبلی کے ممبر اور قوم کے نمائندے بن سکیں۔ اس لئے چاہئے تھا کہ محترم گورنر جنرل اپنے اختیارات خصوصی کے ساتھ یہ فیصلہ صادر فرماتے

امیدواری ہے۔ امیدواری اپنی اصل حقیقت کے اعتبار سے حکومت کی ہوس، طاقت کی حرص اور اقتدار کے لالچ کا دوسرا نام ہے۔ غیر صالح عناصر اور پست اخلاق کے لوگ خود امیدوار بن کر سامنے آتے ہیں۔ اور اس وضع و قماش کے لوگ اپنی کامیابی کے لئے پھر وہ طریقہ اختیار کرتے ہیں جو اسلامیت شرافت اور اخلاقِ حسنہ سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔ جھوٹے پروپیگنڈا سے رائے عامہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ روپے کے زور سے ووٹ خریدے جاتے ہیں۔ نسلوں اور برادریوں کے نام سے ووٹ مانگ کر قوم میں تفرقہ پیدا کئے جاتے ہیں مختلف طبقوں اور گروہوں کی خود غرضیوں سے اپیل کر کے ان کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں نہر داڑا کیا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک امیدوار اپنی غرض کی خاطر ہزار فتنے اٹھاتا ہے۔ جن کی وجہ سے قومی اخلاق، تمدن معاشرت اور سیاست کو بے شمار نقصانات پہنچتے ہیں۔ اور پھر ایسے انتخابات میں قوم کے معاملات کو سنبھالنے کے لئے اسمبلی میں وہ بدترین اشخاص چھانٹ لئے جاتے ہیں جو بد اخلاقی کی اس جنگ میں اپنی انتہائی بد اخلاقیوں کی وجہ سے تمام بد اخلاقوں کو شکست دے دیتے ہیں۔ خواہ یہ امیدوار شخصی اور ذاتی طور سے امیدوار بن کر جدوجہد کر رہا ہو یا کسی سیاسی پارٹی نے اسے ٹکٹ دیکر نامزد کیا ہو۔ بلکہ جو پارٹیوں کی طرف سے نامزد کئے جاتے ہیں ان کی نااہلیت اور بھیڑیہ کہ ہوتی ہے۔ پارٹی کے ٹکٹ بالعموم مالدار اور بااثر لوگوں کو دیتے جاتے ہیں جو اس غرض کے لئے مددوں سازشیں اور بوڑھو توڑ کرتے رہتے ہیں۔

اسلام اسی وجہ سے امیدواری کا مخالف ہے۔ اس نے یہ مستقل اصول قائم کیا ہے کہ حکومت میں ذمہ داری کا کوئی منصب کسی ایسے شخص کو نہ دیا جائے جو خود اس کا

کہ چونکہ ان عیسویوں کی نااہلیت یقیناً ثابت ہو چکی ہے اور انکا جرم واضح ہو چکا ہے۔ اس لئے موجودہ اسمبلی توڑنے کے ساتھ ہی حکم دیا جاتا ہے کہ آئندہ کے لئے یہ تمام کے تمام ممبر اسمبلی کے لئے کھڑے نہ ہو سکیں گے۔ اور قانونی طور سے ان پر یہ پابندی لگائی جاتی کہ وہ تمام ممبر آئندہ کے لئے امیدوار اور نمائندگی کے دعویدار ہی نہ بن سکتے۔ اور اب آئیو اے انتخابات کے لئے پھر وہی پرانے شکاری فریب کھینے لئے دام تیار کر رہے ہیں۔ اور مال و دولت، چالاکی و دغا بازی، خاندانی اور سرکاری اثر و رسوخ، غلط طرح دلائے اور جھوٹے وعدوں کے اسلحہ سے لیس ہو کر وہی خاشن، کنبہ پرور، اقرباء نواز لالچی حریص، لوٹ کھسوٹ کرنے والے اور قوم کا خون چوسنے والے پھر میدان میں نکل رہے ہیں۔ اس لئے قائدین کرام کی خدمت اور ان کے واسطے تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ سابقہ اسمبلی کے جتنے بھی ممبر تھے ان میں تو کسی کو بہر حال اس دفعہ ووٹ بالکل نہ دیا جائے۔ خواہ وہ ہزار دفعہ توہر کے اور اپنے تقدس کا اظہار کر کے سامنے آئیں۔ انہیں کہا جائے کہ خیانت و غارت اور غداري دے وفا کی کے جرم کی معافی خداوند تعالیٰ سے مانگو۔ دعا ہم بھی کریں گے۔ کہ اگر آپ سچے دل سے تائب ہو رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کر دیں۔ لیکن اس دفعہ ہم آپ پر اعتماد بالکل نہیں کر سکتے۔ ان ممبروں کے متعلق تو بس صاف فیصلہ کیجئے اور ان کو صاف صاف جواب دیجئے۔

اسلام امیدواری کا مخالف ہے، تحقیق میں یہ ساری خرابیاں

جو پیدا ہو چکی تھیں یا آئندہ بھی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے یہ سب کچھ غلط طریقہ انتخاب کی وجہ سے ہے۔ مغربی آقاؤں سے ہم نے جو انتخاب کے طریقہ سیکھے ہیں ان میں فتنے کی جڑ

یا رسول اللہ! آمزنا علی بعض ما ولاک اللہ۔ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کے مختلف فقرے مختلف روایات میں وارد ہوئے ہیں۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔

إِنَّا وَاللَّهِ لَا نُوَلِّي عَلَى هَذَا الْحَلِّ أَحَدًا سَأَلَهُ وَلَا أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ۔

خدا کی قسم ہم اس حکومت کے کسی عہدہ و منصب پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کرتے جو اس کا طالب ہو۔ اور نہ کسی ایسے شخص کو جو اس کا ورثہ ہو۔

اور دوسری روایت میں ہے۔

لَا نَسْتَعْلِ عَلَى عَلَمْنَا مِنْ أَسْرَادِهِ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲)

ہم اپنی حکومت کے کام میں کسی ایسے شخص کو استعمال نہیں کرتے جو اس کی خواہش رکھتا ہو۔

اور ابو داؤد شریف میں آپ کے الفاظ یہ آتے ہیں (جو ۲ ص ۵۸)

إِنَّ أَخَوَانَكُمْ عِنْدَنَا مِنْ طَلَبَةٍ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲)

اس مطالبہ حکومت سے حضور کی ناراضگی محسوس کی۔ اسلئے اس نے عند پیش کر کے فرمایا کہ حضور! مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ دونوں آپ کے پاس اس غرض کے لئے آئے ہیں۔ ورنہ میں ساتھ نہ آتا۔ اور فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک ان دونوں کو کسی کام پر مقرر نہیں فرمایا۔

انہی ارشادات کی روشنی میں قارئین کرام کی خدمت میں ہم اپنی یہ رائے اور مشورہ پیش کرتے ہیں۔ کہ انتخابات میں امیدوارین کو اٹھنا اور اپنے حق میں ووٹ مانگنا آدمی کے غیر صالح اور نااہل ہونے کی پہلی اور کھلی علامت ہے۔ ایسا

طالب ہو۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ قاعدہ ذکر فرمایا ہے۔ طالب التولية لا يولى (جو شخص کسی اقتدار و اختیار کا طالب ہوئے اختیار نہ دیا جائے)۔ وقالوا من طلب التولية على الوقف لا يعطى له وهو كمن طلب القضاء لا يقلد اھ شامی ج ۳ ص ۳۶۶۔ اور اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبہ سے رہنمائی حاصل کی گئی ہے۔ اور اس کے متعلق حضور کے ارشادات بالکل واضح ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عمر سے آپ نے ارشاد فرمایا۔

(۱) لَا تَسْأَلُ الْأَمْرَةَ فَإِنَّكَ أَنْ أُعْطِيَتْهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وَكَلْتَ إِلَيْهَا وَأَنْ أُعْطِيَتْهَا عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ أُعْنِتَ عَلَيْهَا (بخاری و مسلم)

ای عبد الرحمن! حکومت کی طلب نہ کر۔ کیونکہ وہ اگر تیرے ہاتھ سے تجھے دی گئی تو تجھے اسی کے حوالہ کر دیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کی امداد و توفیق ساقہ نہ ہوگی، اور اگر بغیر مانگے تجھے عطا کی گئی۔ تو خدا کی طرف سے تیری مدد کی جائیگی۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نے فرمایا۔

تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّ هَمًّا كَرَاهِيَةً لِمَنْ لَا أَمْرَ حَتَّى يَقَعُ فِيهِ۔ (بخاری و مسلم)

تم ایسے شخص کو بہترین شخص قرار دے گے جو حکومت کے عہدہ و منصب کو اہمیت نہ رکھتا ہو۔ یہاں تک کہ وہ مجبوراً اسمیں مبتلا ہو جائے۔

(۳) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے رشتہ داروں میں سے دو آدمیوں کے ساتھ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا۔ ان دونوں صاحبزادوں نے حضور سے عرض کیا۔ کہ ہم کو حکومت میں کسی منصب پر مقرر فرمایا جائے۔

آدمی جب کبھی اور جہاں کہیں سامنے آئے لوگوں کو فوراً سمجھ لینا چاہئے کہ یہ ایک خطرناک شخص ہے۔ اس کو دوٹ دینا اپنے حق میں کانٹے بونا ہے۔

بہی برادری اور خاندان کا معاملہ! تو یاد رکھیے آدمی کی اصل خوبی اس کی نسل اور اس کا خاندان نہیں ہے بلکہ اس کا ایمان ہے۔ جو شخص ایمان دار ہے وہ چاہے کسی برادری کا ہو بہر حال سب سے وفادار سب سے ساتھ انصاف کریگا اور جو ایمان دار نہیں ہے اس سے کوئی بھی وفادار انصاف کی امید نہیں کر سکتا۔ یہ برادری کا نہ برادری کے باہر کا۔ اس لئے اب برادریاں دیکھنے کا وہ سابقہ طریقہ چھوڑ دو اور ایمان کی صفت تلاش کرو۔

الغرض ہمارے لئے اور ہمارا مشورہ یہ ہے کہ تم خود کو کشمکش کے اپنے اندر صالح آدمی تلاش کرو۔ اور ان کو جس طرح بھی ہو۔ مجبور کر کے آگے لے آؤ۔ ان سے درخواست کرو کہ وہ آپ کی طرف سے نمائندہ بننا قبول کریں۔ لیکن اس سلسلہ میں صلاحیت کا تحقیقی اور اصلاحی معیار بھی پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اس واضح معیار کو سامنے رکھ کر آدمیوں کو پرکھیے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ کچھ غیر صالح لوگ چند روز کے لئے ایک شنی صلاحیت اختیار کریں گے۔ کیونکہ ان پیشہ ور بہرہ ورہوں کو کوئی کام بھی مشکل نہیں۔ ہوشیار رہنا چاہئے کہیں یہ پانے شکاری مثنوی مولانا روم کے روایتی ”پڑا مار“ کی طرح قوم کو ہرام فریب میں پھنسانے کے لئے زہر دیا صنعت، اعدا گوشہ نشینی و دہ دیشی کا لباس اوڑھ کر نہ آئیں۔ اسلامی نظام حکومت کو چلانے کے لئے آدمی میں مندرجہ ذیل شرطیں پائی جانی ضروری ہیں۔

اول یہ کہ وہ اپنی ذاتی زندگی اور اپنے گھر کی زندگی میں اسلام کا سچا پیرو ہو۔ وہ خدا کے عائد کردہ فرائض کو ادا کرتا ہو۔ وہ کھلے کھلے گناہوں کا مرتکب نہ ہو۔ اس کے گھر میں خدا کے قوانین علانیہ نہ توڑے جاتے ہوں۔ لذلکین امنوا وعلیٰ ربکم یتوکلون۔ والذین یجتنبون کبائر الاثم ولفوا حشش واذما معضبوا

ہم یغفرون۔ والذین استجابوا للرحمہم واقاموا الصلوٰۃ وامرہم بشوریٰ بینہم ومما رزقناہم یتقیون۔ (شوری، وہ (ثواب وغیرہ) ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لے آئے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ اور جو کہ کبیرہ گناہوں سے اور (ان میں) بچائی کی باتوں سے (بالخصوص نماز) بچتے ہیں۔ اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے کہ اپنے رب کا حکم مانا۔ اور وہ ناز کے پابند ہیں اور ان کا ہر دھم بھٹا کام جس میں نفس سے تعین نہ ہوئی ہو) آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے۔ اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے وہ اس میں سے (اللہ کی ماہ میں مستحقین پر) خرچ کرتے ہیں۔ اور فرمایا گیا ہے۔ لکڑ۔ الیٰہ من امن باللہ والیوم الآخر وللاکثر والکتاب النبیین واتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتیمیٰ وللسکین و ابن السبیل والسائلین و فی الرقاب ج واقام الصلوٰۃ و اتی الزکوٰۃ و الموفون بعہم اذا عاہل و لہم والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس و اولئک الذین صلوا و اولئک ہم المتقون۔ قرآن مجید کی اور بہت سی آیتیں اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدق و تقویٰ، کمال ایمان اور صلاحیت قیادت کے لئے یہ شرائط لازم قرار دیتی ہیں۔

دوم یہ کہ تم نے اپنے تجربے میں اس کو ایک سچا ایماندار اور کھرا آدمی پایا ہو۔ تمہاری بستیوں کے عام لوگ اس بات کے گواہ ہوں کہ وہ ایک نیک انسان ہے۔ وہ جھوٹا اور بدصالح آدمی نہ ہو۔ وہ حرام خور، ظالم اور دوسروں کا حق مارنے والا نہ ہو۔ وہ رشوتیں کھانے اور کھلانے والا نہ ہو۔ اس کا دامن لوٹ مار سے، ناجائز لائسنسوں سے کنبہ پروری اور غلط اقربا فوازی سے اور بلیک مار کٹنگ سے پاک ہو۔ سوم یہ کہ وہ دین اسلام سے بھی واقف ہو۔ اور دنیا کے معاملات کی بھی سمجھ رکھتا ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ بڑا عالم فیل

اور کسی دینی مدرسہ کا سند یافتہ اور تمام ہونیتات مسائل پر بالفعل حادی ہو۔ لیکن بہر حال اسلام کے اصولوں سے اس کا واقف ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک وہ اسلام کو جانے گا نہیں۔ آخر وہ اسلامی نظام حکومت چلائے گا کیسے؟ اور اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ دنیا کے معاملات سے بھی اچھی طرح واقفیت رکھتا ہو۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ آؤان سیاسی، معاشی، تمدنی، تعلیمی، قانونی اور انتظامی مسائل کو کیسے سمجھے گا جن پر اسے اسلام کے اصولوں کو منطبق کرنا ہے؟

یہ شرط عقلاً بھی ضروری ہے۔ بعض احادیث اور اقوال صحابہؓ سے بھی اس کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ اور فقہاء امت نے بھی ذمہ دار اور احکام شریعت کو مرتب و مدون اور نافذ و جاری کرنے والوں کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے۔ فلا بد ان کیوں المفتی منیقلاً یعلم حیل الناس و دسائلہم۔ وقد قالوا من جمل باہل زمانہ فهو جاہل۔ (شامی ۳/۳۱۸) چنانچہ یہ کہ وہ جاہ طلب اور اقتدار کا عرصہ نہ ہو۔ اس سے ایسی کوئی بات ظہور میں نہ آئے جو یہ تہہ و تہی ہو کہ وہ اسمبلی میں جانے کے لئے کو شان ہے۔

ان شرائط کو پیش نظر رکھ کر تلاش کر کے تو پھر جس بندہ خدا کو آپ مجبور کر کے نایب بنائیں گے یقیناً وہ ہر لحاظ سے مفید رہے گا۔ اور بمقتضائے حدیث نبوی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکی امداد و اعانت کیجائے گی۔

یہاں عموماً ایک شبہ پیش کیا جاتا ہے۔ کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ ان اوصاف کے ساتھ متصف صالح شخص کو خود منتخب کرنا چاہئے۔ لیکن ایسا آدمی کہاں ملتا نہیں۔ آخر ہم کہاں سے ایسا ایمان دار اور نیک شخص پیدا کریں۔ اس کا صحیح جواب وہی ہے جو ایک صاحبِ دل بزرگ نے فرمایا۔ کہ اگر مسلمان قوم ایسی گئی گزری ہے کہ ایک ملکہ میں ایک آدمی بھی صالح اور متقی نہیں مل سکتا۔ اور

تلاش جو تجھ کے بعد بھی اتنی بڑی تعداد میں سے ایک فرد بھی نظر نہیں آتا تو پھر مسلمانوں کو ایک عذاب عظیم سے ڈرنا چاہئے۔ اور ہفت بڑی تباہی و ہلاکت کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔ اگر پھلوں کا وہ ٹوکرا ہو چاہئے تھا کہ سب کا سب تازہ ہو۔ سب کا سب گل، شکر، خواب ہو گیا ہے اور ایک لاکھ آدموں میں سے ایک آدم بھی صبیح و سالم اور کھانے کے قابل نہیں رہا ہے تو پھر تو یقیناً اس ٹوکے کا مقام پھلوں کی دکان نہیں بلکہ اسے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینکنا چاہئے۔ ہمارے خیال میں یہ شبہ پیش کرنا تو ساری قوم کی توہین و تحقیر ہے۔ درحقیقت کچھ چالاک و عیار لوگ اس طرح سے اپنی امید واری اور اپنی ناپائیدگی کی لٹیڑی کے لئے وجہ جواز تلاش کرنا چاہتے ہیں۔

نیز اس موقع پر ہم مسلمان بھائیوں کو یہ بھی سمجھانا چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو اور یہ تمنا رکھتے ہو کہ خداوند تعالیٰ تم پر اچھے حاکم مقرر کرے تو اپنے آپ کو بدلو۔ اپنے اخلاق ٹھیک کر دو۔ اپنی نیتیں درست کر دو۔ اور اپنے خدا کے دفا دار بنو۔ تم خدا سے دعا کرنا چھوڑ دو گے تو خدا تعالیٰ بھی تم پر ان حاکموں کو مسلط نہ کرے گا جو تم سے دعا کریں۔ ورنہ یاد رکھئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کما تکتون کذا لک یومہ علیکم (شکوہ) جسے تم ہو ویسے ہی حکمران تم پر بنائے جائیں گے۔ اور اے اللہ اللہ تمہارے اپنے اعمال ہی تمہارے حاکموں کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

سبب عذاب

بھارت اور پاکستان دونوں ملکوں میں عظیم الشان اور تباہ کن سیلاب آئے ہیں۔

اور دونوں طرف انسانوں کا، مویشی اور فصلوں کا، عمارتوں، شوروں، ریلوے لائنوں اور پلوں وغیرہ کا عظیم نقصان ہوا ہے۔ اس کی تفصیلاً اخبارات کے ذریعہ سے آپ پڑھ چکے ہیں۔ آج کی دنیا میں کوئی پڑھا لکھا بلکہ ان پڑھ بھی ایسے واقعات و حالات سے ناواقف نہیں رہ سکتا۔ ہم اس موقع پر ایک ایسی بات کی طرف توجہ دلا رہے ہیں

جس کی طرف عموماً توجہ نہیں دیا جاتی۔ اس وقت ہم انڈیا کے متعلق بھی بحث نہیں کرتے۔ بلکہ صرف پاکستان میں سیلاب کی ان تباہ کاریوں کی اصل وجہ ڈھونڈ نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

”ماہرین فن“ کہتے ہیں۔ لاہور، شیخوپورہ، گوہاٹو، سیالکوٹ کے اضلاع میں سیلاب عظیم اس لئے آیا۔ کہ دریاٹے راوی بچھا۔ اور آنا فنا اس نے ہر طرف پاؤں پھیلا دیئے۔ سوال ہوتا ہے کہ آخر راوی کیوں بچھا۔ جواب دیا جاتا ہے اس لئے کہ جہاں سے راوی نکلتا ہے اُن پہاڑوں پر کثرت کے ساتھ بارشیں برسیں۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ اس دفعہ پہاڑوں پر اس کثرت کے ساتھ بارشیں کیوں ہوئیں۔ ”ماہرین فن“ جواب دیتے ہیں کہ اس دفعہ مون سون ہوا میں اپنی گودوں کو پانی کے کثیر ذخیرہ سے بھر بھر کر سمندر کی طرف سے چلی آئی تھیں۔ اس لئے پہاڑوں سے ٹکرا کر انکو اپنی گود خالی کرنی تھی اور کر دی۔ مگر پھر پوچھنے والا پوچھے گا کہ آخر اس دفعہ بادلوں کے اسفنج نے سمندر کا پانی اس قدر زیادہ کیوں چوسا۔ جواب ہم پر چڑھا جا رہا ہے۔ ماہرین جواب دیکھا۔ گرمی کی شدت سے بخارات زیادہ اٹھے اور پانی بھاپ بن بن کر اوپر کوپر واذکر تار ہا۔ مگر گرمی کی یہ شدت کیوں پیدا ہوئی۔۔۔۔۔۔ الغرض اسباب پر بحث شروع ہوتو ہر سبب کے لئے پھر اور سبب۔ اور اس کے لئے پھر اور سبب۔ اور آخر جاکر اپنی لاچاری دعا جوڑی کا اعتراف کرنا پڑیگا۔ اور سبب الاسباب قادر مطلق کی قدرت کا کثر قرار دیئے بغیر اور کوئی جواب نہ بن سکے گا۔ پس اگرچہ یہ سلسلہ اسباب بھی درست ہے اس سے انکار نہیں۔ لیکن سبب الاسباب کی طرف نظر کیوں نہیں جاتی اور پہلے سے صاف صاف اصل جواب دینے سے کیوں ہلوتی کھاتی ہے۔ جب پوچھنے والا پوچھے کہ راوی میں سیلاب کیوں آیا۔ جواب یہی ہونا چاہیے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاغل و سرکش، باغی و طاعنی بندوں کو خواب غفلت اور مستی بناوٹ سے بیدار و باہوش

کرنے کے لئے ایک نمونہ عذاب بھیجا تھا۔ یہ سیل آب نہ تھا۔ سیلاب تھا۔ لاہور میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ کیا غیرت حق کو بوش نہ آئے گی۔ ہمارے شہروں میں جس قدر فحاشی و بے حیائی کا سیلاب اٹھا چلا آرہا ہے اگر اسکی منزلیں پانی کا سیلاب نہ آئے تو تعجب کی بات نہیں۔ حد ہے کہ جب لاہور میں سیلاب آکر تباہی و بربادی مچا رہا تھا۔ اس وقت بھی سیناؤں میں خوب رونق اور چل پھل تھی۔ اور اس وقت تک یہ آبادی اور رونق وہی جب تک کہ بجلی بند ہو گئی۔ اور آباد رکھنا اضطراراً مشکل پڑ گیا۔ تو بہ واستغفار اور انابت الی اللہ کا موقع ہے۔ مگر افسوس اب بھی اس حقیقی علاج کی طرف ہماری توجہ نہیں۔ اور خدا کی بناوٹ کا سیلاب اب تک زور و پور ہے۔ اندیشہ ہے کہ ہماری یہ حالت اس سے کہیں عظیم تر طوفان کی شکل اختیار نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی قوموں کو ایک آن میں ہلاک و برباد کر دیا ہے۔ ہماری بھی اس عظیم و قادر لایزال کے سامنے پرکاش کے برابر بھی کچھ طاقت و قوت نہیں۔ راوی کے لئے بند باندھنے کی تجویزیں ہوتی ہیں اور لاکھوں کروڑوں روپیہ منظور کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس طرح خدا کو ناراض کرنے کا سلسلہ جاری رہا تو پھر اس کے غضب کے سامنے یہ بندھ لحو بھر کے لئے ٹھہر نہیں سکتے۔ ”سیل عزم“ سے ”جنات ارضی“ کو بھاؤ اور خوار و جھاڑیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اعاذ باللہ من ذلک

بقیہ ص ۳

یہ فتوے علماء ملازمین مدرسہ صوفیہ کا ہے۔ وہیں سے لکھ کر آیا ہے۔ فقط

الحمد

خاکسار نظیر احمد بن مولانا الہی بخش صاحب فیض آبادی ناظر مسجد فلک علاقہ ریاست جھوڑا پور واقعہ کوٹ مغلہ ۶ (ماٹوڑ)

تَعْلِيمَاتِ اِسْلَامِی

(۱۴۸)

ماہِ محرم کی نقلِ خمازیر

یہیں ایک ایک بار پڑھی جاتی ہے۔

(۴) چاند رات کو چھ رکعتیں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ ہر رکعت میں دس بار قل ہواللہ پڑھی جاتی ہے۔ چھ رکعتیں تین سلاموں سے پڑھی جاتی ہیں۔ یعنی تین نیتوں سے دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس کا بھی پڑاؤ ہے۔ (جواغریبی)

شرب عاشورہ کی نماز | شرب عاشورہ میں دو نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ (۱) دو رکعت روشنی

قبر کے لئے ہر رکعت میں الحمد کے بعد تین تین بار سورۃ اخلاص پڑھی جاتی ہے۔ جو شخص یہ نماز پڑھے گا۔ خداوند تعالیٰ اسکی قبر روشن رکھیگا۔

(۲) چار رکعتیں۔ اور ہر رکعت میں سورۃ اخلاص

پچاس مرتبہ۔ خداوند تعالیٰ اسکی بدولت سال بھر کے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔ (جو اہر غیبی)

منتخب القرآن حقوق قرآن

(مولانا محمد زاہد صاحب احسنی،
بلسلہ اشاعت گذشتہ)

<p>اور تمہیں کو انکا مال دیدو اور انکے اچھے مال کو اپنے برے مال سے نہ بدلو۔ اور نہ اپنے مال کے ساتھ ملا کر ان کا مال کھا جاؤ۔ یہ پڑے گناہ کی بات ہے۔</p>	<p>(۷) وَأَتْلُوهُنَّ مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَقْبَلُوا لَهُنَّ الْخَبِيثَاتِ بِالطَّيِّبَاتِ تَاْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ أَنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا۔</p>	<p>یتامی کے حقوق اس بکلیں انسان کی پرورش اور تربیت جس طرح قرآن کریم نے فرمائی ہے اتنی اور کسی قانون نے اس طرف توجہ تک نہیں کی۔ نہایت زور دار الفاظ میں یتامی کے حقوق کی نگہداشت کا حکم فرمایا گیا۔</p>
<p>اور بہتری کی غرض کے سوا یتیم کے مال کے قریب تک نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ اپنی طاقت کی سرکوبی نہ کرے۔</p>	<p>(۸) وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ۔</p>	<p>(۱) یتیم کے ساتھ ہر معاملہ میں انصاف کو مد نظر رکھا جائے۔ (۲) ان کو تنبیہ اور عتاب نہ کیا جائے۔ (۳) اگر وہ غریب ہوں تو ان کی پرورش کی جائے۔ (۴) اگر مالدار ہوں تو ان کے مال سے قرض نہ کیا جائے۔ بلکہ ان کے مال کی حفاظت کی جائے۔</p>
<p>بولو لوگ ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیلوں میں آگ بھرتے ہیں۔ اور وہ غریب دھن میں پڑیں گے۔</p>	<p>(۹) إِنَّ الَّذِينَ يَكْلُمُونَ الْيَتِيمَ ظُلُمًا إِنَّمَا يَكْلُمُونَ بَطْنَهُمْ نَارًا۔ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا۔</p>	<p>اور یہ کہ یتیموں کیلئے انصاف قائم رہو۔ (۲) اما الیتیم فلا تقهر۔ (۳) ارایت الذی یلذّب با لذّٰین۔ فذلّٰک الذی یدفع الیتیم۔</p>
<p>اور جو وارث فقیر ہو وہ مناسب طریقہ پر کھائے۔</p>	<p>وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ۔</p>	<p>نہیں یہ بات نہیں یتیم کی عزت نہیں کرتے۔ (۵) وَأَنْ تَخَالَطُوا فَاخْوَانَكُمْ۔</p>
<p>در یتیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ تیا کے حقوق بیان کرنے میں یہ ہیں۔ میں اور یتیم کی پرورش کر نیوالا جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ملے ہوئے ہوں گے۔ (بخاری)</p>	<p>اور اگر تم ان سے مل جل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔</p>	<p>(۹) وَیَطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلٰی حَبْلٍ مُسْكِينًا وَیَتِيمًا وَاسِيْرًا۔</p>

بَابُ الْإِيمَانِ

حِفْظُ أَمَانَتٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

علیہ وسلم! بوائق کیا چیز ہے۔ فرمایا۔ اس کو دھوکہ دینا اور اس پر ظلم کرنا۔ جس کے پاس مال حرام ہوا اور اس کو خرچ کر کے اس میں برکت نہیں ہوگی۔ اگر اس سے صدقہ دیا جائے تو وہ قبول نہ ہوگا۔ اور جو باقی رہے وہ دوزخ میں جانے کے لئے زاد راہ ہے۔ مال حرام حرام چیزوں کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔ مگر پاک مال نیک کاموں کے قوت ہونے کا کفارہ ہو سکتا ہے۔ (عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

مشکوٰۃ شریف، *

بقیہ ص ۱۲۔ جو شخص رضا راتوں کی غرض سے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے تو جس مال پر اس کا ہاتھ پونچتا ہے۔ ہر مال کے بدلے اسکو کئی نیکیاں ملتی ہیں۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کسی یتیم کے بغیر کھانا نہ کھایا کرتے تھے۔

نوشہ: ہر امر سچی ماہر اجتماعیات ڈاکٹر رابرٹس نے لکھا ہے کہ ”قرآن کے مطالعہ سے ایک خوشگوار ترین چیز یہ معلوم ہوئی ہے کہ محمد کو بچوں کا کس درجہ خیال تھا۔ خصوصاً ان بچوں کا جو والدین کی سرپرستی سے محروم ہو گئے ہوں۔ بار بار بچوں سے حسن سلوک کی تاکید ملتی ہے۔ (صدق، +)

یفتی ص ۲۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور ناظرین کرام کو ان چند سطروں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ اور ہر باغی اسلام کی سرکوبی کے لئے مجاہد بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

صلی اللہ علی محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین *

(۱) مشکوٰۃ شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم کا شاذ و نادر کوئی خطبہ ہوگا۔ جس میں یہ نہ کہنا ہو کہ جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ اور جس کا عہد مضبوط نہیں اس کا دین نہیں۔

(۲) مشکوٰۃ شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن میں تمام خصائل پیدا ہو سکتے ہیں سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔

(۳) فرمایا چھ چیزوں کی تم ضمانت کرو۔ میں تمہارے لئے جنت کی ضمانت کرتا ہوں۔ سچ کو جو کوئی بات کہو۔ اور پورا کرو جب کوئی وعدہ کرو۔ اگر تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسکو ادا کرو۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھو۔ اور آنکھیں نیچی رکھو۔ اور ہاتھوں کو دھو۔ (عن عبادہ بن صامت مشکوٰۃ شریف)

(۴) امانت سے رزق حاصل ہوتا ہے۔ اور خیانت سے فقر (عن علی رضی اللہ عنہ کنز العمال)

(۵) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ اور جس کا عہد مضبوط نہیں اس کا دین نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ کسی شخص کا دین ٹھیک نہیں ہوتا جب تک اس کی زبان ٹھیک نہ ہو۔ اور زبان ٹھیک نہیں ہوتی جب تک اس کا دل ٹھیک نہ ہو۔ وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا ہمسایہ اس کے (بوائق) شر سے محفوظ نہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ

عشرہ محرم

(مولانا قاضی ضیاء الرحمن صنامند والوی وکیل پورہی)

۱۔ در غم شبیر چشم عالم نو بار ہست * از شفق نوں می چکد رنگ چین گلزار ہست

وہی قوم زندہ رہ سکتی ہے جس کی تاریخ باقی۔ اور اس کے رفیقا و شہیدوں اور بہادروں کی یادگاریں قائم۔ جماعتی اور قومی ادبار و منزل کا انحصار ہی حافظہ پر ہے۔ اگر قابل یاد اور قابل عمل باتیں بھلا کر قابل فراموش باتیں یاد رکھی جائیں تو بھی شکست اور قوم کی موت کی بنیاد ہے۔ یورپی محققین اور مستشرقین مجتہدین باوجود اختلاف عقائد کے اور یہ جانتے کے کہ سالکان راہ صداقت اور شہسواران مرکب شہادت پر زمانہ نے کیسے کیسے مظالم ڈھائے۔ کسی کو آگ میں ٹھاکا کی کو نہر دیا۔ کسی کو مقید کیا۔ پھر بھی انگشت بدندان ہیں کہ یہ فلسفہ شہادت ہی وہ عظیم الشان قربانی ہے جس کے شرف سے دیگر غیر اسلامی قومیں قریباً قریباً محروم ہی ہیں۔ یہی وہ زبردست عمل تھا۔ جس نے اسلامی علم کو افکار عالم پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بلند کر دیا۔ یہی وہ مقناطیسی راز تھا جس نے ایک عالم کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا۔

پس عشرہ محرم میں امام حسین و منی اللہ عنہ کی شہادت حقہ کی یادگار ایک تاریخی نظریہ ہے۔

(حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ)

۱۔ ضیاء چشم رسول خدا سلام علیک
سرور خاطر خیر النساء سلام علیک
ذبیح سوختہ جان و کنار رود فرات

ہلال محرم سے جہاں | ای ہلال محرم۔ تیری رویت میں وہ کوئی غم کی دنیا پوشیدہ ہے۔ کہ ہر شخص کے دل میں رنج و الم کا دریا موجزن ہے۔ ہر متفکر چشم گریاں، سینہ بریاں، دل ٹاللاں، چاک داماں نظر آتا ہے۔ کیا تیرا ظہور و طلوع غم و الم کا مظہر ہے۔ یا ایسا نہیں۔ اگر ایسا نہیں تو تیری صورت دیکھتے ہی آہ و بکا کی دردناک صداٹیں کیوں بلند ہونے لگتی ہیں۔ ای محرم کے چاند کیا اس کے بغیر تو اور کچھ بتا سکتا ہے یا نہیں۔ یقیناً تیرا وجود ہمیں وہ فلسفہ سمجھانے آتا ہے جو نواسہ رسول صلعم کی شہادت حقہ میں مضمر اور نہاں ہے۔ لیکن افسوس کہ آج مسلمانوں میں سے بعض فرقوں نے اس شہادت عظمیٰ کا مفہوم غلط سمجھا۔ اور ان کی شہادت کو سینہ کو بی، نوحہ مرثیہ خوانی اور تفریہ برداری کی دلدل میں پھنسا کے رکھ چھوڑا۔ بدیں خیال یہ چند سطریں ہدیہ ناظرین ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ چند سطریں ہمیں صحیح فلسفہ شہادت سے مطلع کریں۔ قابل عمل ہو کر باعث نجات بنیں۔

۲۔ ہرگز بغیر دانکہ دلش زندہ شد بشوق۔ ثابت است برجیدہ عالم دوام ما +

تاریخ پکار پکار کہہ رہی ہے کہ قومیں فنا ہو جاتی ہیں۔ اور ان کے افراد حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹا دیے جاتے ہیں۔ مگر ان کے کارنامے زندہ اور غیر قافی ہوتے ہیں۔ بلکہ بلا اختلاف

بظاہر واقعہ کہ بلا صرف چند ساعت کی لڑائی تھی۔ جس میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے مع اپنے نویش و اقرباء جان نثار ققار کے مافوق التصور شہا کی کامقا بل کیا۔ مگر فہ الحقیقت یہ داستان بیدا اور فتح و نصرت کا افسانہ ہے۔ باختلاف آراء حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا مقصد اس حکم ربانی کی صحیح تفسیر اور تعمیل تھی کہ خاصہ لِحکْمِ دَلِیْلِکَ وَلَا تَطْعَمُ مِنْهُمْ اَشْمًا وَاکْفُوسًا۔ یعنی اللہ کے فیصلہ پر صبر کر۔ گنہ گار اور کافر کی اطاعت نہ کر۔ اسی طرح تعداد ان نظر اور صاحبان بصر نے شہادت کے اسرار و رموز کا اعتقادی نقشہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی جاذب نظر اور جالب توجہ فرض شناسی، فلسفہ زندگی و مقصد حیات اور حقیقی ایمان تھی۔ بالفاظ دیگر میدان کربلا کی جنگ حق و باطل کی جنگ تھی۔ قر استداد کی قوتوں کا امتحان تھی۔ مذہبی خود داری کی حفاظت میں شمشیر کہاں بلند ہونی چاہئے۔ اس کا سبق تھی۔ المختصر اسلامی انقلاب کا بہترین نقشہ، فلسفہ حیات کی تشریح، حب رسالت اور عشق خداوندی کا مظہر تھی۔

۵ مہج لمت بیضا شہید نہ فرات ہے تیری خاک لحد غمزد و نکو آب حیات بیاں ہوں کس لے آقا ترے بلند صفات کہ جزو نفس رسول کریم ہے تیری ذات تری شہادت کبریٰ عجب شہادت ہے تہ عز و شرف منصب امامت ہے

بعض کوتاہ بین مخالفین اس واقعہ عظیم کو اپنی بے بصاحتی اور کم علمی کی وجہ سے امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیچارگی اور لاپرواہی پر محمول کرتے ہیں۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ان کا تعصبات یا جاہلانہ رویہ ہے۔ کیونکہ اگر آپ اس

شہید شہر کرب و بلا سلام علیک حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے نہ اس وقت کوئی ناواقف تھا اور نہ اب کسی کو لاعلمی ہے۔ یہی رحمتہ للعالمین کا نخت جگر، آیہ تطہیر کا مفہوم، آیہ مباہلہ کی جان، آیہ مؤدہ کی روح، عامل قرآن، مصلح نفس شناس ایثار کا شہنشاہ، صبر کا مالک، تاجدار شہداء، سردار یثرب و بطحان ہے۔ جس نے نثار بن خمر، لاجعین بالکلاب، آوارہ اسرار حقیقت، گم گشتہ راہ صداقت کو ایک سچے مرکز پر جمع کرنے کے لئے یا وجود اشد ترین مصائب و آلام کے رونما ہونے پر نہایت صبر و استقلال سے ایثار و قربانی اور رضا و تسلیم کا ایک ایسا مافوق العادہ مظاہرہ کر بلا کے میدان میں کیا۔ کہ وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ اور قیامت تک کوئی دوسری قوم ایسی زبردست مثال مسلمانوں کے سامنے پیش کرے کہ اس کے فخر و مباہلات میں حصہ دار نہیں ہو سکتی۔

قرآن صاف صاف بتلا رہا ہے۔ اور تاریخ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ یہ الوالہم انسان، حق و صداقت کا علمدار شریعت عزا کا ناموس، اسلام کا محافظ، فرزند علی مرتضیٰؑ، جگر گوشہ فاطمہؑ، لادہ حضرت امام حسینؑ ہی ہے۔ جس نے شجر اسلام کو فطالت، کفر و الحاد کے تیز جھونکوں سے بچانے کے لئے مصائب و آلام برداشت کئے۔ اس اسلامی گلشن کو اپنے نویش و اقرباء کے خون سے سیریا۔ اور قیامت اس کو سرسبز و شاداب کر دیا۔ اور اسکی شاخیں چار دانگ عالم میں پھیلا دیں۔ ۵

تو بدر اوج کرامت فدائے توجہ نام تو صدر بزم امامت شہا سلام علیک

۵ یہ حفظ مقصد دین جانثار فرمودی۔ غریب بکس وجہ آشنا سلام علیک۔

اسباب و علل

حکم خداوندی کہ اُحِبُّبْ دَعْوَةَ الدِّیْنِ اِذَا دَعَاكَ اِیْنِ کِ
ما تحت درگاہ خداوندی میں عرض کرتے۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ
بادلوں میں گرج، بجلی میں کڑک، آسمان کو زلزلہ پاری، دیاؤں
کو طوفان، سمندر و نکو تلاطم، زمین کو بھونچال، آتش فشاں
پھاؤ و نگو انفجار ہونا کوئی دشوار بات نہیں تھی۔ لیکن اس مفکر
اعلیٰ اور پاسبان ناموس مصطفیٰ کا مفہد اور مدعا یہ تھا کہ

۵ مدعا یہ تھا دکھا دیں کہ خلافت کیا ہے !
شان تبلیغ ہے کیا فرض قیادت کیا ہے
حریت کیا ہے وفا کیا ہے انوث کیا ہے
آزادائش ہے اصولوں کی شہادت کیا ہے

کبھی یہ شان نہیں ہوتی ہے سرداروں کی
دامن صبر جے آنچ سے تلواروں کی !

اُس لئے آپ کو ہر خم راحت، ہر تیر نوید مسرت،
ہر تلوار پیام خوشی اور ہر نیزہ اعلان حق، ہر قطرہ خون ظفر و نصرت
کا پیغام تھا۔ کیونکہ آپ کی نظر انجام پر تھی جس میں حقیقی اور
ابدی مسرت کا راز پنہاں تھا۔ اور آپ جانتے تھے کہ آج اس
وقت میری معمولی سی کوتاہی اور میدینی قیادت کا اعلاعت
اسلام اور مسلمانوں کے لئے نقصان دہ اور ناقابل تلافی
حرکت ہوگی۔ نیز آپ جانتے تھے کہ

۵ صداقت ہو اگر جینا شہادت ہو اگر مرنا
بشر مر جائے لیکن نام اس کا مر نہیں سکتا

عشرہ محرم کا آخری دن یوم عاشوراء اس محل پر
یہ امر واضح

کہ دینا ضروری ہے کہ عشرہ محرم کا آخری دن یعنی عاشوراء اسلامی
نقطہ نگاہ سے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ جس کے متعلق
متعدد احادیث نبوی صلعم موجود ہیں۔ مثلاً تخلیق عالم۔ توبہ
آدم، کشتی نوح کا قرار، رفع ادریس، شفا عیوب، گلزار نار

ابراہیم، نجات یونس، کلام موسیٰ، فتح موسیٰ، غرق فرعون
رفع عیسیٰ۔ یہ سب واقعات اسی مبارک دن میں پیش آئے۔
غرض یوم عاشوراء متعدد ایسے خصوصیات رکھتا ہے
جن کا مختصر خاکہ گذرا۔ لیکن ان سب اہم اور جہاں گذار واقعہ
امام حسین کی شہادت کا ہے۔ جو ہر حال آکر ان کی یاد کو تازہ
کرتا ہے۔

۵ اگرچہ خود نہ رہا نام رہ گیا باقی !!
ترے طفیل سے اسلام رہ گیا باقی

شہادت

بلا اختلاف ہر فرقہ واقعہ شہادت پر
متفق ہے کہ حضرت امام حسین رضی
اللہ عنہ نے باطاعت خداوندی اپنا سب کچھ قربان کیا۔ مگر اسلام
پر آنچ نہ آنے دی۔ جان، مال، اولاد، دوست، احباب،
جان نثار سب کو قربان کیا۔ لیکن علم اسلامی کو سرنگوں نہ ہونے
دیا۔

آج بد قسمتی سے بعض ایسے فرقے بھی مسلمانوں میں
پیدا ہو گئے ہیں۔ جو بجائے اس کے کہ حضرت امام حسین رضی
کی طرح دشمنان دین اور باغیان اسلام کے مقابلہ پر سینہ سپر
ہوتے۔ وہ خود ہی اپنے سینوں کو پیٹ پیٹ کر ہولناں ہو جاتے
ہیں۔ اور اس شہادت کو سینہ کو بی، تعزیر پرستی تک ہی محدود
رکھ کر مسلمانوں کو صحیح واقعہ شہادت سے سبق حاصل کرنے
سے محروم رکھتے ہیں۔

اس لئے موجودہ دور میں تمام مبلغین و مفکرین پاکستان
کا اولین فریضہ ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے صحیح اسوہ حسینی
اور ظفہ شہادت پیش کر کے مسلمانوں کو صحیح احساس دلائیں۔
کہ وہ اپنے اسلاف کے واقعات پڑھیں۔ اور اپنے حال اور
استقبال پر نگاہ رکھیں۔ اور ہر باغی اسلام اور منکر قرآن کا مقابلہ
کریں جو ظفہ شہادت کا اولین سنگ بنیاد ہے۔

اسلام لانے کے بعد فاروق اعظمؓ کا پہلا کام

شیعہ مصنف کی نگاہ میں

(حضرت مولانا الحاج افتخار احمد صاحب بگوی امیر حزب الانصار اہلبیروت)

کے اندہ جا کر نماز پڑھی گئی۔ اس طرح خدا کے دین کی تبلیغ کے پہلے دن کا آغاز ہوا۔ احدیوں پر وہ شب نے اپنی تاریکی کی چادر چاک کر کے آفتاب اسلام کی فیاض پاش کر نیں ایوان انسانیت پر جلوہ گر ہوئیں۔

اس مذکورہ بالا واقعہ کو علامہ حیدری کا مصنف محبوب رنگ میں پیش کرتا ہے۔ جس کے پڑھنے سے طبیعت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ دل میں کس قدر بغض و عناد ہو۔ حق کو چھپانے کی ہزار کوشش کی جائے گو حق چھپ نہیں سکتا۔ سچی بات زبان و قلم سے نکل جاتی ہے۔ الحق یصلو ولا یعلیٰ۔

علامہ حیدری کی اصل عبارت ملاحظہ کریں۔ ہر
”ہر سیدائیں غبر ہوں بعض رسول
زخیر البشر یافتہ قبول ہر گاہ اصحاب
قصیل انتساب نے جماعت پر اتفاق کیا۔
محبوب الہیہ خلاق نے بھی شاداں و فرحاں
طرف سجدہ گاہ آفاق کے قدم رنجہ فرمایا۔
اس نوید بشارت جاوید سے زمین نے اس قدر
بامیدگی کی کہ اغلب تھا۔ آخوش آسمان سے
باہر نکل جائے۔ اور فلک نیلی فام کمال فرحانگی
سے اس مرتبہ رقص میں آیا۔ کہ قریب تھا۔
نثار انجم کا فرق مبارک پیر برسامے ہ

سیدنا محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم سے کفر کے بادل چھٹ گئے۔ قلبی کدورتیں ظلمتیں دور ہو گئیں۔ اور پاس بیٹھے فیض روح القدس سے قلب منور کر دیے تھے۔ کہ تھوڑی دیر کے بعد عصر کی نماز کا وقت آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز کی تیاری شروع کی۔ عمر بن خطابؓ دریافت کرتے ہیں۔ کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ جواب دیا گیا۔ کہ خدائے وحدہ لا شریک نے اپنی عبادت کیلئے طریقہ ہم لوگوں کو سکھایا ہے۔ اس کی ادائیگی کا اب وقت آ رہا ہے یہ سب اسی کا انتظام ہو رہا ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہما نے جواب دریافت کرتے ہیں۔ یہ عبادت کہاں ادا کی جائے گی؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ یہیں۔ اور اسی مکان میں۔ عمر بن خطابؓ میں آکر فرماتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ خدا کی قسم عمر بن خطابؓ کی فطرت اس بات کو گوارہ نہیں کر سکتی۔ کہ لات و دعویٰ جیسے معبودان باطل کی عبادت تو علی الاعلان کعبہ کے اندر کی جائے۔ اور خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت اس طرح گھر میں چھپ کر۔ یا رسول اللہ مکان سے باہر تشریف لے چلئے۔ آج نماز کعبہ میں پڑھیں۔

چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے ساتھ آنحضرتؐ اور تمام صحابہؓ دارالقدس سے باہر تشریف لائے۔ اور علی الاعلان کعبہ

بیرفت جبریل اللہ سے۔ نفرت پائیش گترہ پر
 ملائک چپاٹ دودیش۔ شیطاٹیں ہیش پائیش
 پیلوروا عترہ نامدار۔ پیتیش علی صاڈو الفقار
 اور آگے سب عترت تیغ بہ کر بجاعت و افتاد
 پیچھے اصحاب فخرتہ انتساب بصدکو فرہنتے
 اور باتیں کرتے بے خوف و خطر داخل غنائے
 داور ہوئے۔ یکبار جدادوم نے بصد افتخار
 سراپا تابرش گردگار پونچایا۔ اور شورش
 آب شیریں زمزم نے کام و دھان سلیل کو
 ذائقہ حلاوت کا بخشا۔ کفار نامہ جبار نے جس
 وقت یہ حال دیکھا اور جاہ و جلال یاد ان
 نیک اقبال کا اس مرتبہ مشاہدہ کیا۔ یا محمد گیر
 یقیل و قال جدائے۔ اور نہایت کم ہوشی سے
 درپردہ چشمک کی گھنٹے لگے۔ اور ایک خود سر نے
 پاس عمر مڑے آن کر کہا۔ کہ امی بدگمر یہ کیا
 فتنہ دگر ہے۔ اور تو اس گروہ پر شکوہ میں

کیوں تیغ بہ کر رہے

نہ زانائے فتی کہ با زانامی۔ بکین فتی جانیاد آدی
 عمر مڑنے یہ بات سخت سن کر پہلے اسلام
 اپنا غلام کر گیا۔ اور پھر بصد طیش کہا کہ ای نا بکار
 ہفت شکار اگر تم میں سے کسی ایک نے بھی
 اس وقت اپنی جگہ سے حرکت کی۔ یا کوئی
 بات بیجا زبان پر آئی۔ بخدائے لایزال ایک کا
 بھی سر بل پر نہ ہوگا۔ اس کلمہ پر قریش کو
 تاب نہ رہی۔ اور جہالت قلبی سے سب نے
 پیش قدمی کی۔ اور کہا کہ ہم تم کو کبھی جماعت
 نہ کرنے دیں گے۔ بلکہ آج صبح واذہ حرم پر

بھی نہ آنے دیں گے۔ نہیں معلوم تم نے ا
 آپ کو کیا سمجھا ہے۔ اور اس فتنہ و فساد سے
 کیا دل میں سمایا ہے۔ جب یہ چپقلش ہوئی۔
 اور مبارزان دین نے شورش مشرکین کی ملاحظہ
 کی۔ بیدار تیغ سبے طیش کھا کر دست بہ تیغ کیا۔
 اور گروہ قریش پر حملہ آور ہوئے۔ ابھی کوئی وار
 ان کا نہیں چلا تھا۔ کہ دفعۃً ان مخدولان سیہ
 کار نے وہاں سے فرار اختیار کیا۔ بس دلاوا
 دین، اصحاب سید المرسلین مسجد میں آئے اور
 صف اسلام کو بہ نیت اقتدار جا کر برابر کھڑے
 ہو گئے۔ خطیب مسجد اقصیٰ حبیب کبریا نے
 قصداً قامت کیا۔ اور واسطے نیت نماز کے
 دست مبارک تا بگوش پہنچایا۔

سے بنی گفت تکبیر یوں در حرم
 قناد اصنام پر رمتے ہم

بقتیلے صا۔ مندرجہ ذیل اشعار سے یہ سبق ملتا ہے۔

۵ غافلوتے بھی ہو کتا ہے کیا خون حسین
 سیکھ لو چھینٹوں میری حق پرستی کا اصول
 جب کبھی بادِ خزاں کا رخ ہو گلشن کی طرف
 جب کبھی چہرہ ہمارا ہو بیچ میں کانٹوں کی پھول
 جب کبھی آنے لگے دین بھائی پہ آنچ !!!
 جب کبھی پڑنے لگے خطرہ میں ناموس رسول
 جب کبھی پڑ جائے کندھوں پر غلامی کا بٹوا !
 چاہتے مسلم کو پھر تقلید فرزندِ بتوں
 سرکٹاے بیدھڑک آزادی اسلام پر
 ہاں گر جائز نہیں کرنا غلامی کا قہول !
 یہ ہے شہادت امام حسینؑ کا فلسفہ اور شہرہ قہم الحرام کی پکار۔

تخریبی، سبذہ کو بی، ودیگر بدعات مخرم حرام ہیں

اس عنوان سے کئی ہزار کی تعداد میں اشتہارات طبع کر کر حزب الانصار بھیرو کی طرف سے تمام ہندوستان میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ اس اشتہار سے مندرجہ ذیل اقتباس جریدہ ہذا میں درج کیا جاتا ہے،

(مذہب)

کے احکام موجود ہیں۔ ائمہ سادات نے اس مسئلہ کی تبلیغ کا حق پوری طرح ادا کر دیا۔ شیعوں کی مذہبی کتب سے حسب ذیل قوائے نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اذاً زہب الصبر زہب الايمان۔ صبر چھوڑ دینے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ (اصول کافی ص ۲۲)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضرر للمسلم یل فی فخل لا احباط لاجرا۔ مسلمان کا ہاتھ اپنی ران پر دھام میں، ارنا اس کے عمل ضائع کر دیتا ہے۔ (فرع کافی ص ۱۲۲)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کو غسل دیتے وقت حضرت علیؑ نے فرمایا لولا انک اصرت بالصبر ونهیت عن الخزع لافناک۔ اے علیؑ! ماع الشیون۔ اگر آپ نے صبر نہ کیا اور ہرزع سے منع نہ کیا ہوتا تو آج ہم آپ کی وفات پر اتنا روتے کہ رطوبت بدن خشک ہو جاتی۔ (صحیح بخاری ص ۵۳)

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آخری وصیت فرمائی ”ای فاطمہ واضح ہو کہ پیغمبر کے لئے گریبان چاک نہ کرنا چاہئے اور بال نوپنے نہ چاہئیں۔ اور داویلا نہ کوہنا چاہئے۔ (علاء العیون اردو جلد ۱ ص ۶۶)

بارگاہ رسالت کے فرامین (۱) بروایت خطیب کتاب السراج میں

نعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس شخص پر جو بغیر ہزار کے زیارت کرے۔ (فتاویٰ حوزہ ۱۵۵)۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیہ خوانی سے منع فرمایا۔ (ابن ماجہ)۔ (۳) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنے رخساروں کو پیٹے اور گریان کو پھاڑے اور زمانہ جاہلیت کے کام کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ لیس منا من ضرب الخدود و شق

الجیوب ودعی بدعوی الجاہلیۃ۔ (بخاری و مسلم)۔ (۴) قال انابری ممن حلق و صلق۔ (بخاری و مسلم) یعنی بھائیوں نیز انہوں اس شخص سے جو ماتم کے طور پر بال کٹائے یا داویلا اور ٹوہ کرے۔ (۵) لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناحۃ والمستمعة۔ نعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوہ کرنے والی اور مجلس میں جا کر سننے والی پر۔ (ابوداؤد)

امام جعفر صادق ودیگر ائمہ کا فتوہ

شعبہ مذہب کی کتب میں جایجا ہرزع فرغ کی نعت

(۹) - فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے سیاہ لباس دوزخیوں کا لباس ہے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا ہے کہ سیاہ لباس نہ پہنو۔ کیونکہ یہ لباس فرعون کا ہے۔ (من لایحضر الفقیہ مطبوعہ ایران ص ۵۵) - اسی طرح خروج کافی جلد دوم صفحہ ۳۴ پر یہی حکم ہے۔

یوم عاشورہ مصیبت کا دن نہیں

(۱۰) - اصلاح الاسوم ووسائل الشیعہ - مذہب شیعہ کی معتبر کتب میں لکھا ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "شمارہ گزشتہ کو مصیبت کو مصیبت جس پر مجھے صبر عطا کیا۔ اور خدا سے مستحق ثواب ہوا۔ بلکہ مصیبت وہ ہے جس میں صاحب مصیبت اجر و ثواب سے محروم رہے۔ جبکہ صبر نہ کرے وقت نزول مصیبت کے۔ حسان امام کا فرض ہر جناب متعلق علیہ السلام کو صادق اور امام حسین علیہ السلام کو صابر سمجھ کر یوم عاشورہ کو مصیبت کا دن خیال نہ کریں۔ (۱۱) - اصلاح الرسول بکلام المعصوم میں ہے "تقریروں کے سامنے شیرازی دیکھنا حرام ۲۹۵ - طوق و زنجیر پہنا اور علم نکالنا اور تقریروں کی طرف زیادت کو بڑھانا حرام ہے ۲۹۵ - تقریر کو مشابہ قریب مشابہ و رفہ اقدس فرض کر لیا گیا ہے۔ قبرستان حاکم مذہب میں حرام ہے ۲۹۶۔

امام حسین علیہ السلام کی آخری وصیت

(۱۲) - شیعوں کی معتبر کتاب امانۃ البصائر صفحہ ۲۹۷ میں ہے۔ کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے کہلائے معلیٰ میں اپنی ہمشیرہ سیدہ زینب کو فرمایا: "ای بہن جو میرا حق تمیر ہے اسکی رقم دیکھ کتا ہوں کہ میری مصیبت مفارقت پر صبر کرو۔ پس جب میں مارا جاؤں تو ہرگز منہ نہ پٹینا اور بال اپنے نہ لوجنا۔ اور گریبان چاک نہ کرنا۔ اس زیادہ واضح دلائل اس امر کے کہ شہداء کی مصیبت میں صبر

(۵) ابن بابویہ نے پر سند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت وفات جناب سیدہ سے کہا: "ای فاطمہ جب میں مر جاؤں تو اس وقت تو اپنے بال میری مفارقت میں نہ لوجنا۔ اور اپنے گیسو پریشان نہ کرنا۔ اور واویلا نہ کرنا۔ اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا۔ اور نوحہ کرنے والوں کو نہ بلانا۔" (ایضاً ص ۱)

(۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہلبیت کو اپنی آخری وصیت میں یہ الفاظ فرمائے: "مجھ کو نالہ و فریاد و گریہ وزاری سے آزاد نہ دینا۔" (ایضاً ص ۱)

اسی طرح کی حدیث خروج کافی جلد دوم ص ۲۱۷ پر بھی موجود ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ "رسول علیہ السلام نے بوقت وفات سیدہ فاطمہ کو فرمایا۔ میری وفات پر منہ نہ پٹینا۔ بال نہ بکھیرنا۔ واویلا نہ کرنا اور نوحہ نہ کرنا۔

ماتمیوں پر امام صادق کا خوف کفر

(۷) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ صبر اور مصیبت مومن کے پیش آتے ہیں اسے مصیبت آجاتی ہے اور وہ صبر کرتا ہے۔ گھبراہٹ اور مصیبت کا قرعے پیش آتی ہے۔ اور اسے مصیبت پیش آجاتی ہے اور وہ جزع خزع کرنے لگتا ہے۔ (خروج کافی جلد اول ص ۱) - جزع کی تعریف بھی اسی جگہ امام نے فرمادی۔ فرمایا: "انتہائی جزع ویل و عویل کی پکار کرنا۔ منہ پر طاپچے لگانا۔ سینہ زنی کرنا۔ اور بال توچنا ہے۔ اور جس شخص نے نوحہ کیا اس نے صبر چھوڑ دیا۔ اور غیر شرع کام کیا۔

(۸) جس نے قبر بنائی اور اس کی نقل اتاری۔ پس وہ اسلام سے نکل گیا۔ (من لایحضرہ الفقیہ مطبوعہ ایران ص ۵۵)

سیاہ لباس دوزخیوں کا ہے

یتیم پوتے کی میراث کا مسئلہ شیعہ مذہب میں

(محترم مولانا سید سیاح الدین صاحب کا کاخیل)

جس کی رو سے کسی متوفی کی میراث میں اس کا وہ پوتا محروم ہوتا ہے جس کا باپ۔ دادا کی وفات سے قبل فوت ہو چکا ہو۔ اور متوفی کی اولاد فریہ موجود ہو۔ یہ مسئلہ جو کہ محرم کے لئے بالکل نیا تھا۔ انہوں نے اجنبیت محسوس کی۔ اور ایسے پوتوں کو یہ ظلم معلوم ہوا۔ شیعہ حضرات نے نفسیاتی طور پر اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ اور انہوں نے اس مسئلہ کو اہلسنت کے خلاف پروپیگنڈا کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا۔ چنانچہ اب وہ اس علاقہ کے دیہات میں ہر وقت یہی پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ دیکھئے سنیوں کے ہاں اتنا ظلم ہو رہا ہے۔ یہ سنی مذہب کی خامی اور ناقی ہونے کی دلیل ہے۔ شیعہ مذہب میں ایسے پوتے کو میراث میں حصہ ملتا ہے۔ اگر شیعہ مذہب اختیار کر دے تو میراث سے محروم نہ ہو گے۔ الغرض ان پروپیگنڈاؤں سے وہ بہت جاہل و آن پڑھ سنیوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اب آپ عرض کیجئے کہ۔

کیا واقعی شیعہ مذہب میں ایسے پوتے کو میراث مل سکتی ہے؟ یا یہ ان تقیہ باز شیعوں کا غلط پروپیگنڈا اور دام فریبہ تحقیقی جواب لکھیے۔ نیز یہ لکھیے کہ کیا ایسے رشتہ دار بھی ہیں جو کہ ہمارے ہاں اہلسنت کے مسلک کے مطابق جائز وارث قرار دے گئے ہیں۔ اور شیعہ مذہب میں ان کو محروم رکھا جاتا ہے۔ یہ اس لئے پوچھ رہا ہوں تاکہ انی تردید میں ہم الزام پیش کر سکیں اور جاہلوں کو سمجھا سکیں۔ (اختتامی)

چکوال کے اس خط کے علاوہ ضلع جھنگ سے بھی بعض دوستوں نے آکر شیعوں کے اس قسم کے پروپیگنڈوں اور افسانوں کا ذکر کیا۔ اس لئے مجھے بھی اس مسئلہ کی تحقیق کی طرف توجہ ہوئی۔ اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے ذہن میں یہ صورت آئی۔ کہ امام اہلسنت حضرت مولانا عبد الشکور صاحب رحمہ اللہ علامہ وزاد مجید کم کی طرف رجوع کیا جائے۔

میں نے شمس الاسلام کے شمارہ ۱۴/ ۱۵ و ۱۶ بابت ماہ اپریل و مئی میں یتیم پوتے کی میراث کے متعلق ایک مضمون شائع کیا تھا۔ جو درحقیقت اصل تحقیق مسئلہ کے لئے بصورت تمہید تھا۔ دو قسط شائع ہو چکے تھے۔ اور باقی اقساط شائع کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن تحقیقی مقالہ لکھنے کے لئے جس قدر مواد اور جس قدر فرصت کی ضرورت تھی بعض دوسری مصروفیات کی وجہ سے دینا نہ ہو سکی۔ اس لئے باقی اقساط بھی شائع نہیں کئے جاسکے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جلد از جلد شائع کر سکیں گی کہ فرمائیگا۔ لیکن ان مضمون میں کی اشاعت کے بعد بعض دوستوں کی طرف سے تو یہ غلطو آئے کہ اس مسئلہ کی علمی تحقیق ضرور کیجئے کیونکہ بہت سے لوگ اس مسئلہ کو چھوڑ کر شرعی قانون میراث کے متعلق قصداً غلطی پیدا کرتے ہیں۔ اور اس طرح تمام نظام اسلامی کے اجراء و تنفیذ کی کوششوں میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ اور بعض دوستوں کی طرف سے اس مضمون کے خطوط موصول ہوئے کہ اب اس مسئلہ کو آرٹیکل ”شیعہ حضرات“ نے لکھ پڑھ اور جاہل ایسائیوں میں شیعیت کی تبلیغ شروع کی ہے۔ چنانچہ ہمارے ایک محترم دوست چکوال (ضلع جہلم) سے تحریر فرماتے ہیں۔

”اس علاقہ میں شیعوں اور شیعیت کی تبلیغ کی پہلے بھی کئی سختی عام لوگوں کی جہالت و بے علمی سے پورا فائدہ اٹھا کر وہ مختلف طریقوں سے شیعیت کو پھیلا رہے تھے۔ لیکن تقسیم ہند کے بعد مشرقی پنجاب کے شیعوں نے اگر یہاں اپنی سرگرمیوں کو اندیز کر دیا۔ اور بچائے سیدھے مانے سنیوں کے ایمان پر ڈاک ڈالنے لگے۔ اور افسوس یہ ہے کہ دوسری طرف یعنی اہلسنت کی طرف سے پوری خاموشی ہے۔ کوچھن حرکت نہیں۔ علماء و کرام بھی اس طرف کم توجہ دیتے ہیں۔ گذشتہ سال سے پنجاب میں میراث بلی ناقد ہو گیا ہے۔

کیونکہ موجودہ زمانہ میں مولانا موصوف سے بڑھ کر کوئی دوسرا عالم شیعہ مذہب کی پوری پوری حقیقت جاننے والا نہیں۔ بلکہ خود شیعہ مجتہدین کو بھی اتنی واقفیت اپنے مذہب شیعہ کے متعلق نہیں جس قدر موصوف مولانا مدوح واقفیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں تمام واقعہ تفصیلاً لکھ کر مندرجہ بالا دونوں سوالوں کا جواب طلب کیا۔ میرے عریضہ کے جواب میں وہاں سے حضرت امام اہلسنت زید مجتہد کے خلف الرشید صاحبزادہ مولانا عبد السلام صاحب لکھنوی زید مجدہ کا جو گرامی نامہ موصول ہوا۔ میں اسی کو شائع کرنا چاہتا ہوں۔

”مکرم جندہ جناب مولانا سیاح الدین صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط حضرت والدی الماجد مدظلہ العالی کے نام آیا۔ حضرت مدظلہ العالی اپنے ضعف اور پیرانہ سالی کی وجہ سے ایک حد تک محذور ہیں۔ اس لئے مجھ کو جواب لکھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ لہذا جواب عرض کیا جاتا ہے۔

(۱) یہ بالکل غلط ہے کہ شیعہ مذہب میں یتیم پوتے کو صلبی اولاد

کی موجودگی میں میراث ملتی ہے۔ شیعہ مذہب میں تو نہ صرف

ولاؤں کی موجودگی میں یتیم پوتا میراث نہیں پاتا۔ بلکہ لڑکی کی

موجودگی میں بھی اس کو میراث نہیں ملتی۔ حالانکہ اہلسنت کے

مذہب میں لڑکی کی موجودگی میں یتیم پوتے کو میراث ملتی ہے۔

ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو۔ شیعوں کی نہایت مستند کتاب ”شرائع

الاسلام“ مؤلفہ ابو القاسم علی جلد دوم ص ۴۴۴۔ مطبوعہ کلکتہ کی

حسب ذیل عبارت۔ فلا میراث لولد ولید مع ولد

ذکر کان اوائی حتی انہ لا میراث لابن ابن مع

جنیت۔ اور اس کی شرح مسالک الافہام میں یہ عبارت ہے۔

وخالف فیہ العامة فورثوا ولدا الابن ذکراً او

انثی مع البنات مع البناتین فصاعداً اذا کان

ولدا الابن ذکراً۔ ولو کان الولد للصلب ذکر حجب۔

یعنی اہل سنت نے اس مسئلہ میں شیعوں سے اختلاف کیا ہے۔

کیونکہ ان کے نزدیک ایک لڑکی کی موجودگی میں پوتا ہوا پوتی دونوں کو میراث ملتی ہے۔ اور اگر کئی لڑکیاں ہوں تو پوتے کو میراث ملتی ہے۔ ہاں اگر میت کے لڑکے موجود ہوں تو ان کے نزدیک بھی پوتے کو میراث نہیں ملتی۔ مذکورہ بالا عبارتوں سے صاف واضح ہے کہ شیعوں کے مذہب میں یتیم پوتا نہ صرف اولاد ذکور کی موجودگی میں میراث سے محروم ہے۔ بلکہ اولاد اناث کی موجودگی میں بھی میراث نہیں پاتا۔ اور اہل سنت کے نزدیک صرف پہلی صورت میں یتیم پوتے کو میراث نہیں ملتی۔ دوسری صورت میں میراث پاتا ہے۔

حدیث ہے کہ ابن بابویہ قمی کے نزدیک تو والدین کی موجودگی

میں بھی یتیم پوتا میراث سے محروم ہے۔ ثبوت کے لئے ملاحظہ

ہو شرائع الاسلام کتاب الفرائض جلد دوم۔ و تہذیب الاحکام

کتاب الفرائض وغیرہ۔

طرف تماشہ یہ ہے کہ شیعہ مذہب میں میت کی صلبی

اولاد کی عدم موجودگی میں اگر پوتے اور نواسے دونوں موجود

ہوں تو کل مال کے مالک نہیں ہوتے۔ بلکہ اس میں لڑکوں کو بھی میراث دلائی جاتی ہے۔ اور پوتوں کا حصہ کم کیا جاتا

ہے۔ حالانکہ نواسے ذوی الارحام ہیں۔ اور پوتے عصبات

میں داخل ہیں۔ ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو شرائع الاسلام کتاب

الفرائض کی حسب ذیل عبارت۔ ولو انفرح اولاد الابن

واولاد البنات کان لا ولا الابن الثلثان ولا اولاد

البنات الثلثان علی الاظہر۔

(۲) حقیقت یہ ہے کہ شیعوں نے دوسرے مسائل کی طرح

فرائض میں بھی نصوص سرحدیہ قطعہ کے خلاف صرف اپنے

غلط اور مفروضہ خیالات و اصول پر عجیب و غریب مسائل

تصنیف کئے ہیں۔ مثلاً ولد اکبر کو چند چیزوں کی میراث کیلئے

مخصوص کر دیا ہے۔ جس میں دوسری اولاد کو ترک نہیں ملتا۔

میراث نہیں۔ اور جب پوتے پڑپوتے نیچے تک جمع ہو جائیں۔ تو ان میں سے جو قریب ہوگا وہ دروازے کو میراث سے محروم کرے گا۔ اس سلسلہ میں مزید تحقیق اور شیعہ کتب کے اور حوالے پھر کہیں پیش کئے جائیں گے۔

بقیہ ص ۲۲ - منہ پینا، مینہ کو بی کرنا وغیرہ ناجائز ہے اور کیا ہو سکتے ہیں۔

مخلصانہ اپیل!

میرے اہلسنت بھائیو و شیعہ برادران وطن! خدا را ان تصریحاً پر انصاف سے غور کرو۔ تعصب و عناد سے کام نہ لو۔ کیا محرم کے دفن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و شہداء کے ملائی ارواح کو اذیت نہیں پہنچتی؟ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپسی اہلبیت صحیحین و جعفر صادق و دیگر ائمہ علیہم السلام اپنی تعلیم و ارشاد کو برباد ہوتے ہوئے دیکھ کر عصبانیت نہ ہوتے ہوئے ہونگے؟ جس شجر کی آبپاشی اسلاف نے اپنے خون سے کی تھی، جن سچی تعلیمات کی اشاعت کے لئے انہوں نے اپنی گردنوں پر تلواروں کا چلنا قبول کر لیا تھا۔ آہ! تم آج تمہارے ہاتھوں وہ طیامیٹ ہو رہی ہیں۔ تم اپنے عمل و فعل سے ثابت کر رہے ہو کہ تمہارے دل میں قرآن ارشادات، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پاک کی عزت و حرمت مافی کے دانے کے برابر بھی موجود نہیں رہی۔

آؤ! باد گاہ رب العزت میں سرسجود ہو کر غلامت کے آئینوں سے اپنے گناہوں کے دفتر کو صاف کرو۔
باد آ باد ہر آنچہ ہستی باد آ!
گر کافر و گمراہ بت پرستی باد آ!

ایں درگاہ مدگر تو میدی نیست
مدبارگر تو بہ شکستی باد آ!!

جیسے میت کی تلوار خواہ کتنی ہی قیمتی ہو، بدن کے کپڑے اگلیں وغیرہ۔ یا مثلاً لڑکی کی موجودگی میں چچا کو میراث نہیں ملتی۔ تاکہ حضرت عباسؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مفروضہ میراث سے محروم کیا جائے۔ یا مثلاً زوجہ کو جائداد

غیر منقولہ یعنی زمین میں سے میراث نہیں ملتی۔ جیسا کہ علل الشرائع ص ۱۹۱ باب العلة التي من اجلها لا ترث المرأة مما ترك ترك زوجها من العقار شيئاً - عن ميسرة قال سألت ابا عبد الله عليه السلام عن النساء ما لهن من الميراث قال لهن قية الطرب والبناء والخشب والقصب فاما الارض والعقار فلا ميراث لهن فیهما۔ یہ مسئلہ اس لئے گھڑ گیا تاکہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مفروضہ میراث سے محروم رکھا جائے۔ فقط والسلام

۶۹
محمد عبدالسلام دارالمبطلین لکھنؤ۔ مرقہ القدرہ مولانا عبدالسلام صاحب زید محمدیہم کے اس گرامی نامہ سے

مسئلہ کی خوب تحقیق ہو جاتی ہے۔ اور دونوں سوالوں کا جواب مل جاتا ہے۔ شہر الخ اسلام کا یہ حصہ کتاب الفرائض الگ بھی چھپ گیا ہے۔ اسکی پوری عبارت مندرجہ ذیل ہے۔ للجب عن اصل الارث ضابطته حل عات القرب فلا ميراث لولد ولید مع ولید ذکراً کان اوانثی۔ حتی انہ لا ميراث لابن ابن مع بنت، ومتی اجتمع اولاد الاولاد وان سلفوا فلا اقرب منهم یمنع الابد۔ کتاب الفرائض من شرائع الاسلام ص ۱۸۱ مطبوعہ وکٹوریہ پریس لاہور ۱۳۸۵ھ۔ عبارت بالا کا ترجمہ یہ ہے کہ مہل میراث میں سے روکے جانے کا قانون وضابطہ ہے اب کی رعایت میں پوتے کے لئے صلبی اولاد کے ہوتے ہوئے میراث نہیں۔ خواہ صلبی اولاد ذریعہ ہو یا لڑکیاں جتنی کہ لڑکی کی موجودگی میں پوتے کو

تذکرۃ الطہر

(از ابو المختار مولانا محمد امین صاحب کوٹھی، جھنگوی)

آنکہ بیشک قطب ربانی بود * بگیماں محبوب بجانی بود * شاہ شاہاں شیخ عبد القادر است
دلنشین و دلربا و دلبر است * سید و عالی نسب او ایسا است * نور چشم مرتضیٰ و مصطفیٰ است

قبل اس کے کہ شیخ الاسلام قطب الاقطاب، غوث الثقلین،
واقف اسرار طریقت و معرفت، محی الدین، بستان القادریین، قنۃ
الساکنین، مہمناج الشرع و السنۃ، سیدنا غوث الاعظم عبد القادر
جیلانی غوث صمدانی کے حالات ظہر مذکوروں۔ چند مختصر سے
حالات آنجناب کے والد بزرگوار سید موسیٰ ابو صالح جنگی دوست
کے حیطۂ تحریر میں لائے جائیں تاکہ چہ چل سکے کہ امیر شریعت
واقف طریقت، ماہر اسرار معرفت کس باغ فیض رسائی کے تازہ
پھول ہیں۔ اور اس تازہ پھول کی جھک اور فرحت اخوان مذکورہ
مست کن یاد سے ماہیت بستان اشرف الانساب و
اللقاب سے آگاہی ہو سکے۔ وہ جنگی سیرت و صورت کا ذکر ہم
کاریوں کے لئے نسخہ شفا ہے۔ اور جنگی ذاتی وجاہت کا تذکرہ
دماغ کو معطر کر دیتا ہے۔

آٹا لکھا خاک بنظر کیمیا کنند * آیا بود کہ گوشت چشم بیا کنند
آپ کا نام سید موسیٰ۔ کیفیت ابو صالح۔ لقب جنگی دوست
دوست حق۔ آپ جیلان کے مشہور مشائخ کبار میں سے ہیں۔

لقب جنگی دوست کی وجہ تسمیہ

ادارہ کی طرف سے بندہ کے ذمہ مضمون تذکرہ کے ماتحت
اشرف الشاہیر کے مختصر سے حالات و کمالات و فیوضات ظاہری و
باطنی تذکرہ سیر و سلوک، لگایا گیا ہے۔ کثیر المشاغل ہونے کے
سبب اس ذمہ شدہ مضمون کو طول طویل مقفی عبارات سے بنا
سجا کر پیش کرنے سے قوا صرموں۔ لیکن ادارہ کی اس فرمائش کو
پورا کرنے کے لئے ہر ماہ بامہ تین چار صفحات پر مشتمل ایک مضمون
بہ عنوان بالا لٹے پھوٹے الفاظ میں پیش کرتا رہوں گا۔ ادیبوں،
نامہ نگاروں، صحیفہ نویسوں کے سامنے بحث قلم کشی و مضمون
نویسی (ادعا تو ہے نہیں) محض جسارت ہی ہے۔ لیکن اس شعر
کو مد نظر رکھتے ہوئے جو امام العاشقین مولانا عبد الرحمن صاحب
جامیؒ نے اوائل زلیحہ نامی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے۔ اس پر
عمل پیرا ہوتے ہوئے میدان صحافت میں شرف خدمت حاصل
کرنے کے لئے حاضر ہوتا ہوں۔ ورنہ بے بضاعتی و قدم قدم پر
لڑنے۔ السعی منی والاقتمام من اللہ۔

۵۔ یہاں جا رہا کن شہ مساری !!!

زم صاف و درو پیش آرا آنچہ داری

آپ خلاصاً لوجہ اللہ نفس کشی اور ریاضت میں فروگیر گئے تھے۔ اور امر بالمعروف، نہی عن المنکر نہایت بے باکانہ اور دلیرانہ انداز میں... افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جاکٹر پر عمل پیرا تھے۔ چنانچہ ایک دن جامع مسجد کھیر پور جا رہے تھے۔ راستہ میں کیا دیکھا کہ ملازمان خلیفہ خلیفہ کے لئے شراب کے مٹکے نہایت احتیاط و حفاظت کے ساتھ دربار میں لیجا رہے ہیں۔ اس پیکر حق نے غضب میں آکر مٹکوں کو توڑ پھوٹا ڈالا۔ ملہزم آپ کے تقدس و احترام کی وجہ سے وہاں تو دم نہ مار سکے۔ لیکن اس امر واقعہ کا اظہار خلیفہ کے سامنے عرض کر دیا۔ خلیفہ نے آپ کو دربار میں حاضری کے لئے بلا بھیجا۔ آپ تشریف لائے۔ آپ جس وقت دربار میں پہنچتے ہیں تو اس وقت خلیفہ کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور غیظ و غضب سے تیور بدے ہوئے تھے۔ دیکھتے ہی لٹکار کر کہا کہ آپ کون تھے اور کس مجاز سر میر سے ملازموں کی محنت کو فضاٹھ کیا۔ اور مٹکوں کے ساتھ جام و سبو کو بھی الٹا کر دیا۔ آپ نے نہایت بیخوفی سے فرمایا۔ میں محتسب ہوں۔ اور اپنا فرض منصبی ادا کیا۔ خلیفہ نے پھر کہا۔ کہ آپ محتسب ہیں۔ لیکن کس کے حکم سے۔ جناب مدوح نے انداز رعبت فرمایا۔ میں اس کے حکم سے محتسب ہوں جس کے حکم سے تو سلطنت کر رہا ہے۔ خلیفہ اس بات کو سنکر نہایت شگوارانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کچھ دیر خاموش ہو کر پھر دوبارہ کہا۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر کے بعد آپ مٹکے توڑنے کی کیوں جسارت کی۔ فرمایا آپ کے حال پر مجھے شفقت اور مٹکوں کو توڑ دیا۔ کیسے؟ فرمایا! یہاں کی رسوائی و فضاہی اور قیامت میں گرفتاری کے سبب جو رسوائی حاضر و ماتقدم ہوئی تھی۔ آپ کو اس سے بچایا۔ اور جو سبب فضاہت تھا اس کو معدوم بلکہ کالعدم کر دیا۔ خلیفہ پر ان باتوں کا بہت اثر

ہوا۔ اور کہا آپ تشریف لیجاٹے۔ اور میری طرف سے بھی آپ آج کے بعد جہدہ محتسب مامور ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں حب مامور عن الحق ہوں مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ مامور عن الخلق بھی ہوں۔ اس وجہ سے آپ جنگی دوست و دوست حق کے لقب سے زیادہ مشہور ہوئے۔ ۵

لہو فقیر و نکا سوز یقین تھا جب کم و وہ فوج تھے گریبان بادشاہوں کے رہی نشینے میں جسے حرارت ایمان و محکمہ رکھ گئے گوشہ میں خائفانہ کے صاحب معدن الانساب لکھتے ہیں کہ لفظ جنگی بعرف عجم صاحب مجاہدہ و محاربہ و محاصمہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ حضور امر بالمعروف نہی عن المنکر میں نہایت سرگرم تھے۔ حتیٰ کہ جان تک کی پرواہ نہ کرتے۔ بایں ہمہ جہاد نفس بھی آپ کا وظیفہ عمل تھا۔ اس لئے اس لقب سے ملقب ہوئے۔ جنگی بمعنی شجاع بھی مستعمل ہے۔ امام حسینؑ کی کنیت بھی ابو الحرب تھی۔ بوجہ غلامی عن الحق مع اباہم۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ حضرت ممدوح متجلی بجمال الہی تھے۔ کسی کی طاقت نہ تھی کہ آپ کے سامنے بولنے کی جرأت کر سکتا۔ اور اگر کوئی طالب حرم و ہوس خواہش کا پیر و اس پیکر نوازانی کو اذیت دینے کی کوشش کرتا۔ تو دعائے خدا سر رہتا۔ آپ نہایت قلیل الخلق تھے۔ نان ہویں بغیر تک پسند فرماتے تھے۔ حضور نے ایک دفعہ ایسی نفس کشی کی

مجاہدہ بہ نفس

کہ چند یوم تک اکل و شرب بالکل ترک کر دیا۔ ثابت با نیجا رسید کہ نفس الجورع الجورع کی فریاد کرنے لگا۔ آپ نشہ شراب و حدت میں سرمست تھے۔ اچانک خضر نمودار ہو۔ اور فرمایا السلام علیک یا سبط النبی ابی صالح۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا لقب جنگی نفس قرار دیا۔ اور مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے ہمراہ روزہ افطار کروں۔ پھر اسی کھانے اور پانی سے جو ان کے ہمراہ تھا وقت پر روزہ افطار کیا۔ پھر اس کے بعد موسیٰ دوست حق کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اسلئے آپ کو دو لقبین بھی کہتے ہیں۔

محافلہ

ایک دفعہ آپ نفس کشی کے عالم میں دیا کے کناے مصلے چھا کر یاد خدا میں مشغول تھے۔ اچانک دیکھا کہ دریا کے کناے پر متصل ایک سیب بہتا چلا آرہا ہے۔ اپنے اسکو عالم گرمگی میں اٹھا کر تناول فرمایا۔ تناول فرمانے کے بعد خیال آیا۔ اسی نفس زد و کن۔ مجھے کیا خبر تھی کہ یہ کس کے باغ کا ہے۔ کہاں آرہا ہے۔ اس کا مالک کون ہے۔ مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ بلا اجازت مالک کھایا تو کیوں کھایا۔ اسی خیال میں آپ مصلے اٹھا کر کناے کے کناے جہاں سے سیب آیا تھا چلتے بنے۔ دیکھا کہ ایک باغ دریا کے کناے پر واقع ہے۔ اور ایک سیب کا درخت بالکل کٹے اپنے ستونوں پر قائم ہے۔ اور جس کی شاخیں دریا کو سلامی کر رہی ہیں۔ آپ کو عزم بالجزم ہوا کہ یہی باغ ہے۔ یہی درخت ہے۔ اسی کا ارسال کردہ سیب جو کسی مخفی مصلحت یا اصلاح کے لئے میرے تک پہنچا تھا۔ اسی درخت کا یہی نتیجہ ثمر ہے۔ اپنے مالک کو استفسار فرمایا۔ اور واقعہ عرض کیا۔ اور محاکما کہ معافی کی درخواست پیش کرنے کے لئے اتنا سفر کاٹ کر حاضر خدمت ہوا ہوں۔ مالک آپ کا لونا پی چہرہ، مقدس پیشانی دیکھ کر متحیر ہوا۔ اور دل میں کہا جنکو ہم آسمان پر تلاش کرتے وہ صید ہمارے دام میں خود بخود پھنس گئے۔ مالک نے کہا میں آپ کو ایک شرط پر معاف کرتا ہوں۔ فرمایا وہ کیا۔ مالک نے کہا۔ میری ایک لڑکی ہے جو نابینا ہونے کے باوجود بہری بھی ہے اور دونوں پاؤں سے لنگی بھی ہے۔ آپ اگر اسکو جالہ عقد میں لے آئیں تب معاف کرتا ہوں۔

آپ کو اس کے اوصاف سننے کے بعد خیال دامنگیر ہوا کہ اس بوجھ کو کیسے سنبھالوں گا۔ لیکن یہ شرط بھی سامنے تھی۔ اگر اس سے نکاح کیا تب معافی منظور ہوگی۔ اور حقوق العباد سے سبکدوش ہو گا۔

خشیت اللہ کے ماتحت اپنے ایجاب و قبول سے شرائط نکاح کی منزل میں طے کیں۔ جب خسر کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے منکوحہ کو شبیہ چاند بلا حیوب مذکور بھیج سالم پایا۔ آنکھیں میچ ہیں۔ پاؤں ماشاء اللہ بالکل تندست ہیں۔ بہری بھی نہیں۔ خسر سے شکایت کی۔ خسر نے فرمایا۔ آپ نہ سمجھے۔ میں نے تو اس کی عصمت کا نقشہ آپ کے سامنے پیش کیا تھا۔ کہ اس نے غیر کو دیکھا نہیں، غیر کی سنی نہیں، غیروں کی طرف چل کر لگتی نہیں۔ نہ کہ وہ واقعی بہری، نابینا و لنگی ہے۔ آجینا منکوحہ کو چند دنوں کے بعد گھر لے آئے۔ ان کے بطن اظہر سے زلمے کا غوث، دیناٹے فانی کا چمکتا ہوا ستارہ شمس کو تشریف فرما بمقام نیک عسلاقیہ جیلان ہوا۔

مخدوم حنفی اللہ ربہ بنی اللہ (بجرا سرائے)۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ سید ابوالاحمد اور غوث محمدانی قطب ربانی سید محمد القادر جیلانی جن کا مختصر تذکرہ آئندہ اشاعتوں میں آپسہ.....

لاحظہ فرماتے رہا کریں گے *

سرخ نشا

دائیں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ ماہ کا رسالہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ جس کے زائد اخراجات پہنچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے۔ کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ خریداری منظور نہ ہو تو اطلاع دیں۔ خدا را دی پی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناقی نقصان نہ پہنچائیں۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں *

(غلام حسین منیجیہ)

باب الاستفسار

محرم الحرام اور اسکی بدعات کے متعلق ہمارے پاس کثرت فراسلے رہتے ہیں۔ اور اسوقت بھی ایسے استفسار کا ہمارے سامنے ابنا لگا ہوا ہے۔ اگرچہ اس قسم کے سوالات کا ہم بار بار جواب دے چکے ہیں۔ اور ہرگز ضرورت نہ تھی کہ آج پھر اس قلم اٹھایا جاتا۔ لیکن یہ خیال کو کہ احباب کو شکایت ہوگی اور جواب دینے پر ان کے قلوب پریشان رہیں گے۔ چند عنوانات کے ماتحت شرعی نقطہ نگاہ پیش کیا جا رہا ہے۔

بدعات محرم کا جواب

(۱) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناحۃ والمستمحۃ - (ابوداؤد)
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کر نیلے اور اس کے سننے والے دونوں پر لعنت فرمائی۔

(۲) عن ابی الدرداء الأشعثی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتباع من عمل الجاہلیۃ وان الناحۃ اذا ماقت ولہ وقتہ قطع اللہ لها شایبا من قطران ودرعا من لہب النار (ابن ماجہ)
حضرت ابودرداء اشعثی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوحہ کرنا عمل الجاہلیت ہے۔ اگر نوحہ کر نیوالے بغیر توبہ کے مر جائیگی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے گندہ مکے کے کپڑے اور آگ کی لپٹ کی چادر قطع کرے گا۔ (ابن ماجہ)

(۳) عن ابن حبیب۔ وابیہ مریۃ قالان رجلا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فراء قومًا قل طر حواء فہم یتسوی قصصہا مریۃ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ کسی جنازہ میں گئے۔ آپ دیکھا کہ لوگ اپنی اپنی

فقالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابفعل الجاہلیۃ تلافوا ام یصنع الجاہلیۃ تلافوا تلافوا وان ادعو علیکم دعوی ترجعون فی غیر صورکم قال فذروا اسر دیتھم و لم یعود والذ لک (ابن ماجہ)
فقالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابفعل الجاہلیۃ تلافوا ام یصنع الجاہلیۃ تلافوا تلافوا وان ادعو علیکم دعوی ترجعون فی غیر صورکم قال فذروا اسر دیتھم و لم یعود والذ لک (ابن ماجہ)

(۴) عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقبل اللہ لکتابا ولا صلوۃ ولا صدقۃ ولا حجاً ولا عقیقۃ ولا جہاداً ولا صرفاً وعد لا یخرج من الاسلام کما یخرج الشعر من العجین (ابن ماجہ)
(۴) عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقبل اللہ لکتابا ولا صلوۃ ولا صدقۃ ولا حجاً ولا عقیقۃ ولا جہاداً ولا صرفاً وعد لا یخرج من الاسلام کما یخرج الشعر من العجین (ابن ماجہ)

(۵) عن مسروق عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیث من امن شق الجبوت وضرب الخنود ودعی بل دعوی الجاہلیۃ۔ (ابن ماجہ)
(۵) عن مسروق عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیث من امن شق الجبوت وضرب الخنود ودعی بل دعوی الجاہلیۃ۔ (ابن ماجہ)

(۶) عن ابراہیم المہجری

چادریں اٹکے ہوئے محض کرتے ہیں۔ یعنی انہیں اظہار غم کی سی ایک علامت تھی، آپ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم رسم زمانہ جاہلیت سے متاثر ہو کر یہ تحقیق دیکھ کر ایسے ارادہ کر رہا تھا کہ تم پر ایسی بدوعا کروں کہ تمہاری صورتیں مسخ ہو جائیں راوی کا بیان ہے کہ پھر سب نے اپنی چادریں اٹکے اور آئینہ دیکھ کر بھی ایسا نہ کیا۔ (ابن ماجہ)
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نہ بخیر قبول فرمائے نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عقیقہ نہ جہاد نہ صرغہ نہ قریب نہ قریب اور وہ اسلام ایسا عطا فرماتا ہے جو چاہے کہ جیسے گندہ سے ہونے سے بال بالکل صاف نکال جائے۔ (ابن ماجہ)
مروی حضرت مسروق رضی اللہ عنہ اور انہوں نے حضرت عبد اللہ سے نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس غم میں گریبان چاک کیا اور نہ پٹا اور زمانہ جاہلیت کی طرح سے دعائیں مانگیں وہ ہم میں نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)
حضرت ابراہیم مہجری سے کہ

عن ابن الجب
ادنی قال غفل
رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عن المراثی (ابن ماجہ)
ہے۔ (ابن ماجہ)

نقل فتویٰ علمائے مکہ معظمہ مع سوالات

سوال - علماء اہل سنت والجماعت تفصیل الشیخین یعنی حضرت
ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی تفصیل اور حبس تختین یعنی
ہر دو امام حضرت عثمان غنی و جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما
سے محبت رکھنے کے مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں ؟

جواب

تفصیل الشیخین وحب
التختین من عقائد
اہل السنۃ والجماعت
وخصاً لصلیہم
تفصیل الشیخین اور حبس تختین
کا مسئلہ اہل سنت والجماعت
کے عقائد اور ان کی خصوصیات
سے ہے۔

سوال - ہندوستان میں بعض شہروں کے لوگ حضرت امام
حسین رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کی نقل بناتے ہیں۔ اور
اس کا نام تفریہ رکھتے ہیں۔ اگرچہ (بلحاظ خاص روضہ شریف) وہ
مختلف قسم کے بناتے ہیں۔ اور عوام الناس اسکو بوسہ دیتے
ہیں۔ اور سجدہ کرتے ہیں۔ اور اس کا نہایت احترام کرتے ہیں۔
بائیں خیال کہ اس میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف
رکھتے ہیں۔ اور کوئی بھی ان کو منع نہیں کرتا۔ بلکہ اور اپنے
دروازوں کے چوتروں پر تفریہوں کو نکال کر رکھ دیتے ہیں۔ تاکہ
جو لوگ گھر میں نہ آسکیں وہ اس تک آسانی پہنچ جاتے۔ اس پر
عرفیاں لٹکاتے ہیں۔ اور اس میں مثلاً یہ منت کرتے ہیں۔ کہ
یا امام حسین رضی اللہ عنہ اگر آپ میری فلاں حاجت کو پورا کر دیں
یا میرے فلاں بیمار کو اچھا کر دیں گے وغیرہ وغیرہ تو اگلے سال

میں بھی اسی طرح تفریہ بناؤں گا۔ پس آپ حضرات کا اس کی
نسبت کیا ارشاد ہے۔ نیز اس تفریہ بنانے کی نسبت بھی کہ
جس سے اس قسم کی برائیاں لازم آتی ہیں آپ کیا فرماتے
ہیں ؟

جواب

نقل ضریح سیدنا
امام الحسین (رضی اللہ عنہ)
بلکہ مستقبلہ و اعتقادہ
و تقبیلہ و السجدة الیہ
و کذا قولہم ان
قضیت حاجتی الی
آخرہ کفعلہم ذلک
للصنم والوثن۔
مقبورہ سیدنا حضرت امام حسین
رضی اللہ عنہ کی نقل بنانا بدعت
بلکہ مستقبلہ و اعتقادہ
اس کو بوسہ دینا نیز اس کی
طرف سجدہ کرنا اور اسی طرح
لوگوں کا منت ماننا ایسا ہے
جیسا کہ ان کا بتوں کے لئے
سجدہ کرنا ہے۔ وغیرہ

سوال - جو چیز کہ تفریہ وغیرہ حضرت امام حسین رضی اللہ
عنہ کے قرب کے لئے رکھی جاتی ہے۔ اور جس کی نسبت یہ کہا
جاتا ہے کہ اس کو ہم امام کے نام پر خیرات کرتے ہیں۔ آیا
وہ چیزیں آیہ کریمہ و ما اہل بلہ لخیار اللہ میں داخل یعنی
ہرام ہیں یا نہیں ؟

جواب

وما یوضع علیہ
للقرب سیدنا
امام حسین رضی اللہ
عنہ داخل فیما اہل
بلہ لخیار اللہ۔
اور اس پر جو کچھ سیدنا امام
حسین رضی اللہ عنہ کے قرب
کے لئے پڑھایا جاتا ہے وہ
آیہ کریمہ متذکرہ سوال میں داخل
ہے۔ یعنی اس کا کھانا حرام ہے۔

سوال - بر واقعات کہ بلا آیا صحیح روایات سے بھی ثابت
ہیں۔ اور بر تقدیر صحت واقعات آیا یہ بات ہمارے لئے درست
ہے کہ ہم ہر سال اس کو اہتمام کر کے پڑھیں اور سنیں۔ اور

شیعی معتقدات کا ایک دلچسپ نظارہ

مرثیہ خوانی اور ماتم داری کا عقلی فیصلہ

(از جناب مولانا ابوالحسن صوفی شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی)

ہو قلب حب دوست سے بھر پور اس قدر

گنجائش عداوت اغیار ہی نہ ہو !!!

ایک مرتبہ حضرت رابعہ بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے عورتوں نے دریافت کیا کہ آپ کبھی فرعون، ہامان، شداد، ابو جہل وغیرہ کو بھی برا نہیں کہتیں۔ حضرت رابعہؒ نے عورتوں کے اس سوال کے جواب میں کیا اچھی بات بیان کی کہ جتنی دیر دشمنوں کا ذکر کر کے اپنے دل کو میلا کر دوں اس سے یہ لاکھ درجہ بہتر ہے کہ اتنا وقت خدا اور خدا کے دوستوں کے سچے تذکروں میں خرچ کر کے اپنے دل کو نورانی بنا دوں۔

ایک عارف باللہ سے ظالمان کو بلا کی نسبت پوچھا گیا کہ ان کا کیا مشر ہو گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ سکوت زیادہ بہتر ہے۔ مدحیجان تو حسینؑ ان کے ناما جان رحمۃ للعالمین۔ ان کے باپ علی مرتضیٰؑ نہایت کریم۔ حسینؑ کی ماں بڑی رحمدل۔ کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ یہ حضرات انتقام لینے ہی کو گوارہ کریں گے۔ ممکن ہے نہامت و شرفندگی سے اللہ واسطے معاف کرائیں۔ اور کہیں۔ یا رسول اللہؐ آپ اپنے دامن رحمت میں چھپالو۔ دوزخ کی آگ سے بچالو۔ امت کے سب سے زیادہ چاہنے والے شیخ الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا بعید ہے کہ دل و جان سے معاف فرمادیں۔ اور ہم یہاں شرب و روزانہیں لخت و تبرکے پر ہیں۔

خدا نخواستہ کسی کا بچہ آج بیمار ہو۔ کسی کے مارنے سے پوٹ لگ جائے۔ تو ماں باپ، تمام محبت رکھنے والے غمگین ہوں گے۔ مدمرہ کریں گے۔ مگر جب خدا نے فضل کر دیا۔ بچہ بالکل تندرست ہو گیا ہو۔ خوشی سے کھیں رہا ہو اور وہی دن تالیخ پھر آجائے تو کیا والدین ماتم کرنے بیٹھ جائیں گے کہ آج کے دن بچہ کو بڑی تکلیف دی گئی تھی۔ معاذ اللہ۔

شیعہ کیا اتنا حضرت حسینؑ کو تکلیف اور پیاس کی مصیبت میں بے چین سمجھتے ہیں۔ یہ انہیں مبارک ہے۔ ہم شتی تو یقیناً انہیں جنتی عوض کو ترکے جام پیتے ہوئے بہترین راجوں میں تصور کرتے ہیں۔ عذاب میں ہوں گے تو ان کے ناتی ستا والے شرد وغیرہ ہوں گے۔

ظالموں پر لخت کرنا اور دعائے بد کرنے کی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کوئی تعلیم نہیں دی۔ اس لئے بزرگان دین اہل سنت و جماعت کی سلامتی کی راہ صواب یہ ہے کہ جتنی دیر ہم دشمنوں کے برا بھلا کہنے میں اپنی زبان اور قیمتی وقت صرف کریں۔ اس سے ہر چند یہ بہتر ہے کہ جملہ شہداء مظلومین کے رفع درجات کی دعائیں مانگیں۔ اور کثرت سے درود شریف پڑھا کریں۔ جس میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار صحابہ اہل بیتؑ ازواجؑ تمام روحانی و جسمانی اولاد رسولؐ پر رحمت و برکت کی دعا ہوتی ہے۔

شیعہ سنی کا ایک دلچسپ مکالمہ

شیعہ: ہر سیدہ فاطمہ بنت رسولؐ سید المرسلین ہیں۔ اور عائشہ بنتی رسولؐ کو کیا نسبت؟

سنی: ہر بیشک سیدہ فاطمہؓ رسولؐ کی بیٹی ہونے میں اول درجہ فرسٹ کلاس ہیں۔ تو وجہ علیؓ ہونے میں دوسرے درجہ سیکنڈ نمبر گرام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ زوجہ رحمتہ للطلیقین ہونے پر فرسٹ کلاس۔ اور بنت صدیق ہونے میں سیکنڈ نمبر۔

شیعہ: ہر خاتون بنت فاطمہ الزہراءؓ کو حضور اکرمؐ نے حدیث میں سیدۃ النساء العالمین فرمایا۔

سنی: ہر آمناء و صدقنا۔ مگر حضرت عائشہؓ کو اللہ رب العالمین نے ام المؤمنین ہونے کی عزت بخشی۔ وازواجہ امہاتہم فرمایا۔

شیعہ: ہر بیٹی عتیٰ محبوب ہوتی ہے۔ بیوی اتنی پیاری نہیں ہوتی:

سنی: ہر کیا حضرت علیؓ مرتضیٰ کو اپنی بیٹی ام کلثوم زیادہ پیاری تھیں یا زوجہ مطہرہ فاطمہؓ؟

شیعہ: ہر فاطمہؓ پیدا ہونے کے وقت سے حضور کے وصال تک زیادہ مدت حضور کی منظور نظر رہیں۔

سنی: ہر ہم تو یہ جانتے ہیں کہ دونوں جنتی ہیں۔ ام المؤمنین محبوب حبیب خدام عائشہؓ ہمیشہ ہمیشہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و معیت میں رہیں گی۔ اور سیدہ فاطمہؓ ہمیشہ ہمیشہ علی مرتضیٰ کے آغوش محبت میں۔

شیعہ: ہر ہر شخص داماد کو اپنے سے بہتر تلاش کرتا ہے۔ اب علیؓ کس شان کے ہوئے۔

سنی: ہر عہد لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اپنے سے بہتر سمجھا ہوگا تو اپنی بیٹی ام کلثومؓ کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو داماد بنایا۔ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر پہونچے۔ اور یہ تو بتاؤ کیا عثمانؓ بھی حضورؐ کے داماد تھے یا نہیں؟

شیعہ: ہر عثمانؓ (ذی النورین) کے ذکر کو چھوڑ دو۔ ہمارے بہت سے مجتہد کبار فاطمہؓ کے حضورؐ کی اور کوئی بیٹی نہیں ملتے۔ سنی: ہر نقشب کا بڑا ہو۔ حضورؐ کی نور چشمیان رقیہ و ام کلثوم رضی اللہ عنہما کی مبارک ہستیاں نہ مانجے والے مجتہدوں سے خدا سمجھے۔ کیا خوب مذہب شیعہ کی حقانیت ہے۔

شیعہ: ہر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ چند خاص قوی و جوتہ کے باعث اول ہی سستی خلافت تھے۔ ایک رشتہ دامادی دوسرے چچا زاد بھائی۔

سنی: ہر یہ بھی تو مسلم ہے کہ خسر بجائے باپ اور داماد بجائے اولاد ہوتا ہے۔ شیخینؓ میں بھی دونوں قوی سے اقویٰ حیثیتیں جمع تھیں۔ اول دونوں آپ کے خسر تھے۔ دوسرے ابو بکر صدیقؓ اذہما فی الضار۔ اور عمرؓ اشداء علی الکفار۔ تمام صحابہ میں انہی اہمیت دین کا قرآن شاہد۔

شیعہ: ہر سنی بتائیں۔ بہترین درود شریف کونسا ہے؟

سنی: ہر تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔

افضل ترین عبادت نماز روزہ درود بھی وہ ہی اعلیٰ ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔

شیعہ: ہر صحابہؓ کی اگر عند اللہ کچھ وقت ہوتی تو ان کو بھی دعا و خیر میں خاص کر اس موقع پر شامل کر لیا جاتا۔

سنی: کیا تم میں مجتہد کوئی لفظ آل کے صحیح معنی سمجھنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتا؟ لغات عرب، صراح، قاموس وغیرہ اٹھا کر دیکھو۔ آل کے معنی صرف اولاد ہی کے نہیں آتے بلکہ کسی کا تابع جان نثار فرمانبردار بھی اس کی آل ہوتی ہے۔ اور

حدیث پاک میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کل نفی ال محمد۔ ہر نفی متبع سنت حضور کی آل ہے۔ اب لیجئے قرآن مجید میں بیسیوں جگہ لفظ آل آیا ہے مثلاً واغرقنا آل فرعون بھلا کسی کے نزدیک بھی فرعون کی کوئی اولاد تھی۔ خدائے پاک فرعون کے متبعین مانتے والوں کو آل قرار ہائے۔

پس ثابت ہوا درود میں لفظ آل کے اندر تمام محبان رسول۔ قیامت تک کے مومنین شامل کر دیئے گئے ہیں۔ شیعہ: ہر قرآن کا حوالہ تو پہلے آپ کو پیش کرنا چاہئے تھا۔ سنی: ہر میں آپ کی مافی ہوئی کتابوں سے اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے کہ قرآن مجید پر آپ کا ایمان نہیں۔ سنیوں کو دھوکہ دینے کے لئے تفسیر کے طور پر کہہ دیتے ہو۔ اس لئے پہلے لغات عرب سے دندان شکن جواب دیا گیا۔

شیعہ: ہر سچ بھی تو ہے۔ کہ قرآن کے چالیس پائے تھر جس میں خالص دس پاروں میں حضرت ابونزاع علی رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل کا ذکر تھا۔

سنی: اس قرآن کے دو ایک نسخے ایران کو فہر بلا اور لکھنؤ کے امام بارہ میں ضرور ہوں گے۔

شیعہ: ہر نہیں صاحب غلفائے ثلاثہ نے جب ہی کانٹ چھانٹ کر دیا تھا۔

سنی: ہر خدا ابن مضحکہ نیز ہمتان عظیم سے تمہیں شرمائے۔ قرآن کی حفاظت کا تو خدا نے ذمہ لے رکھا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا نحن الحافظون۔ کیا سنی ایسے اور تھے کہ معاذ اللہ حفاظت خدا پر بھی غالب آگئے ؟

شیعہ: ہر نزول قرآن میں جبریل علیہ السلام نے بھی خیانت کی ہے ؟

جبریل غلط کردہ مقصود عملی بود خدا نے قرآن کو علی کے لئے بھیجا تھا۔ انھوں نے محمد کو پہنچا دیا۔

سنی: ہر کیا تم غضب خدا کے مستحق نہیں ؟ تمام ملائکہ کی شان ہے لایعصون اللہ ما امرهم و یفعلون مایؤمروا۔ یعنی فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی نہیں کرتے۔ بلکہ جو حکم ہوتا ہے بجا لاتے ہیں۔ خاصکر سید الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام۔ جن کی نسبت قرآن میں فرمایا ہے۔ انه لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین۔ اور دیکھو سورہ قیامہ میں فاذا قرأنا لا فاتبع قرآننا۔ جبریل علیہ السلام کے پڑھنے کو خدا تعالیٰ اپنا پڑھنا قرار ہائے۔

پس جبریلؑ کو خاتن بنانے والو تم پر وہی دفعہ ہر قل من کان علی والحجیر علی یود بھی ہتھاری طرح پر تبرا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ ہمارا دشمن ہے۔ کہ جو ہمارے خلاف وحی لاتا ہے۔

شیعہ: ہر ہمیں مسل قرآن مل جائے تو ضرور پڑھا کریں۔

سنی: ہر علی اور حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو غلفائے ثلاثہ رض کے بعد تک تھے۔ ظاہر ہے کہ حافظ قرآن بھی ہوں گے۔ پھر کیا شے اس کی اشاعت میں مبالغہ تھی۔

شیعہ: ہر ہم شیخینؑ اور اصحابؑ کے فضائل سنیوں کی جہالت نہیں سن سکتے۔

سنی: ہر ہتھاری ساری جماعت میں ایک چوٹی جتنی عقل و فہم بھی نہیں۔ دیکھو

سورہ نمل میں بذیل قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام

ارشاد ہوتا ہے قالت نملۃ یا ایہا النمل ادخلوا

مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ و ہم

لا یشعروا۔ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کی فوج جب

چیونٹیوں کے جنگل میں داخل ہوئی تو ایک چیونٹی دوسری سے

کہنے لگی۔ کہ دیکھو تم سب اپنے اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ۔
کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور ان کی فوج کے لوگ۔ نا
دانستگی میں تم کو کچل ڈالیں۔

امام فخر الدین رازؒ کی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ اس
آیت میں حق تعالیٰ نے نبی کی صحبت کا اثر بتایا ہے۔ کہ
چوٹی بھی یہ جانتی تھی کہ سلیمانؑ کے لشکر کے لوگ
دیدہ دانستہ ایک چوٹی کو بھی نہ کچلیں گے۔ ہاں دانستگی
میں چوٹی ان کے پاؤں کے نیچے کچل جائے تو ہو سکتا
ہے۔ شکاری اور فوجی لوگ عموماً بے رحم اور سفاک ہوتے
ہیں۔ مگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی صحبت نے ان
میں بھی یہ بات پیدا کر دی ہے کہ اگر چوٹی بھی ان کے
پاؤں کے نیچے کچل جائے تو لاشعرون کی حالت میں۔
دیدہ و دانستہ وہ ایسا نہیں کر سکتے۔

جناب مدوح فرماتے ہیں کہ جو لوگ ہمارے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کو ظالم کہتے
ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے نبی کی بیٹی پر ظلم
کیا۔ اور ظلم بھی ایسا جس کی نظیر دنیا میں کم ہوگی یعنی
ان کو مارا پیٹا۔ حمل گرا دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ درحقیقت وہ ایک
سے بھی عقل میں کم ہیں۔ مورچہ سلیمانؑ بھی اصحاب
نبی کا اس قدر ادب کرتی ہے۔ کہ ایک چوٹی کے کچل
جانے کو بھی ان کی طرف منسوب کرتی ہے تو لاشعرون
کی قید لگاتی ہے۔ اور یہ لوگ اس قسم کے سنگین مظالم
کو صحابہ کرامؓ کی طرف منسوب کرتے ہوئے ذرا باک
نہیں کرتے۔

شیعہ بہرہ اگر سنی علماء کو بھی ہماری طرح محبت حسین
ہوتی تو ماتم کرتے۔ تقریباً خود بناتے دوسروں کو ترغیب
دیتے کہ اظہار غم اہل بیت الرسول ہوتا ہے۔

سنی سنی بہرہ ہمارے علماء کا منہ دار
اہل بیت الرسولؑ حسنینؑ کے بچے۔ دینی۔ نو حاتم
ایجاد یزید ہے۔ نہ کہ ارشاد صحیحی نبی۔ دیکھو
تمہارے ملا باقر مجلسی شیعہ نے
کہ جب یزید کی بیوہ ۱۶ سدرہ بنیاد
میں چلی آئی۔ یزید نے دوڑ کر
ماتم کو ص ۵۲۔ پھر اہل بیت یزید۔
گریہ و زاری کی۔ ماتم نوہ۔ یزید کے گھر میں جنم لیا۔
شیعہ بہرہ تقریباً تو حضرت حسینؑ کی یادگار ہے۔ اظہار
ملا شہداء کہ بلا ہے۔ اسمیں کیا خرابی ہے۔

سنی سنی بہرہ تو اپنی ماں، بہن، باپ، بھائی، پیاری اولاد
کے مرنے پر بھی ڈھول پیٹا کرو۔ پھلا کو دارکو۔ تقریباً بنانا
تو ہیں رسول ہے۔ تمہارے دشمنان آل رسول جو کہ شیخان
علی تھے حسینؑ کو شہید کرایا۔ پھر بعد میں اس ملامت پر پردہ
ڈالنے کے لئے دکھاوے، مکاری کا رونا بھی رویا۔ اور دلی
نوشی کے باعث ڈھول بجائے۔ دنا سخ التواتر مٹا
اور لیجئے مختار ثقفی دشمن علیؑ نیز عہد تیموری شیعہ میں سنیوں
کو نقصان پہنچانے کے لئے کہ انہیں منصب عہدے
نہ مل سکیں۔ شیعہ نے کہا کہ ہم سب محرم میں کر بلا چلے
جائیں تو امور سلطنت میں رخنہ ہو۔ اس لئے ہم نہیں امام
حسینؑ کے روضہ کی نقل بنا لیتے ہیں۔ شیعہ بادشاہ خوش
ہوا۔ سنی اس کی نظروں سے گرائے گئے۔

شیعہ بہرہ اگر تقریباً نہ بنائیں تو یادگار حسینؑ کیسے ہو؟

سنی بہرہ سید الشہداء حمزہ، حضرت علیؑ، خاتون جنت
نود فخر عالم اور تمام انبیاء علیہم السلام کی یادگار کیسے قائم
ہے۔ سنی تو ہر غازی کو حضور اور ان کی روحانی و جسمانی
سب اولاد کو دعائے خیر میں یاد رکھتے ہیں سنی خطیب

جمعہ اور عیدین میں اہل بیت الرسول کا تذکرہ کرتا ہے۔ علمائے دین ان کے سچے صحیح واقعات بارہ جینے مواظظ میں بیان کرتے رہتے ہیں۔ یہ تذکرے اعلیٰ درجہ کی یادگار ہیں۔ شیعہ اور (کھیسائے ہو کر) ہم شیعوں کی بکواس کو نہیں مانتے۔

تقریب کی پرستش!

حدیث میں آیا ہے کہ لعن اللہ الیہود والنصارا اتخذوا قبور انبیاءہم مساجدا۔ یعنی لعنت کرے اللہ یہود اور نصاریٰ پر کہ جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد گاہ بنالیا ہے۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ انہوں نے تو قبروں ہی پر مسجد کئے تھے۔ اور آپ کے امتی ان سے

بھی بڑھ گئے۔ کہ بلا قبروں کے بھی تعزیوں پر سجدہ کرنے لگے حالانکہ آپ نے فرمایا ہے کہ من راسا قبلہ بلا مقبورہ فکانما عبد الصنم (ترندی شریف) یعنی جس نے بلا میت کے قبر خالی کی زیارت کی تو گویا اس نے بت کی پرستش کی۔ نیز بخاری شریف میں ہے

لعن اللہ من راسا بلا مزارا یعنی لعنت زے اللہ اس شخص پر جس نے زیارت کی بغیر میت کے خالی قبر کی۔

قریب قریب یہی حال گھوٹے یا دُلّال کے چومنے اور تعظیم کرنے کا بھی ہے (ماخوذ)

محبوبت

حق کی قسم یہ زندگی موت ہے زندگی نہیں! خاتم انبیاء کے بعد اور نبی و کبھی نہیں! واقف حال ماسوا اب مری آگئی نہیں عشق ہے آج حکمران عقل کی دل لگی نہیں ارض عجم میں شور ہے شورشش بودری نہیں ہے اذلی عدد مرا۔ ایوں سے دوستی نہیں ذکر رسول ہے۔ تہی کوئی مقام بھی نہیں کون و مکاں میں آپ کی کوئی نظیر ہی نہیں قابل التفات ہی اب کوئی مفتری نہیں سچ ہے تری جناب میں لطف کی کچھ کمی نہیں

سر میں خیال مصطفیٰ دل میں غم بنی نہیں ہے یہ حقیقت عیاں ہزل نہیں ہنسی نہیں طبع اسیر مصطفیٰ تشنہ بے خودی نہیں پھر تبر غلیظ سے توڑ لٹان آذری آتش عشق کے شرخاکم میں جا کے ڈھونڈ منکر خاتم رسل۔ بعثت تو کا مدعی!! عرش عظیم روح کو فرش زین درود نواں! شاہ عرب کی اک مثال چشم فلک بہ اسکی ختم حضور پاک پر سلسلہ رسل ہوا جھک جھکی دلی کریم ہو طیبہ کی حاضری نصیب

آہن بخت تیرہ کو شوخی دلفگار تو!!!

عشق بنی سے زربنا عشق سی شے کوئی نہیں

(بہ شریہ تنظیم اہلسنت)



(از مولانا خواجہ غوث شید حسن رضا)

میں اہلبیت کے سترہ آدمیوں کی تفصیل بیان کی ہے۔ جو دشت کربلا میں شہید ہوئے۔

اسی طرح اُردو دوسرے اقوال و روایات میں معتبر کتابوں سے تحقیق و اخذ کر کے ذیل میں ان کشتگان کربلا کے نام تبرکاً درج کئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے راہ حق میں پروا وادشاہ شہیدان کربلا حضرت حسینؑ کے ساتھ اپنے رب کی رضا کے لئے اپنی جان خدا کی اور قربانی کی ان خوشگوار تکالیف و مصائب کو ہوازل سے محسوس بے نیاز نے ان مقربانِ نبی گاہِ الہی کے بخت بلند کا حصہ بنایا تھا بعدِ خوشی و مسرت و ہزار رضا و تسلیم برداشت کیا۔ اور ومن الناس من لیسخری نفسه ابتغاء مرضات اللہ کا عملی ثبوت دینا کے سامنے پیش کر کے بتلادیا کہ

عاشقانِ کشتگانِ معشوقِ اندا !!

برنیادِ زکشتگانِ آواز !! !! !!

شہداء کی اس کثیر تعداد میں اہلبیت کے کون کون لوگ تھے۔ ان کے کیا کیا نام ہیں۔ انہوں نے کتنوں کو قتل کیا۔ کس کس کے ہاتھ سے شہادت پائی۔ مودت فی القربی کے اعتقادی ماننے والے دشمنوں کو کتنے ہتھیار دیئے ہیں۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ محبتِ اہلبیت کے دعویدار اور ان کا

تاریخ و سیر کی کتابوں سے شہدائے کربلا کی تعداد میں بہت کچھ اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ سیدنا حسینؑ کے ساتھ شہادت پانے والوں کی مجموعی تعداد تقریباً ایک سو یا کچھ کم و بیش تھی۔ ان میں آپ کے اہل و عیال گھرانے کے لوگ اور آپ کے اصحاب و موالی بھی تھے۔ اور صاحبزادین و انصاف کی اولاد میں اور دوسرے قبائل کے لوگ بھی تھے۔ شہیدانِ اہل بیت کی تعداد عبد البر نے استیعاب میں محمد بن حنفیہ رضی سے نقل کی ہے کہ اس ایک دن میں اولادِ فاطمہ کے سترہ بہادر شہید ہوئے۔

صواعقِ محرقہ میں مرقوم ہے کہ حضرت حسینؑ کے ساتھ میدانِ کربلا میں شہادت پانے والوں میں آپ کے بھائی بھتیجے، بھانجے، بیٹے، حضرت جعفر طیار اور حضرت عقیل کی اولاد سب انیس آدمی تھے۔ اور بعض کہیں بیان کرتے ہیں۔

تذکرہ سبط ابن الجوزی میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ کی اولاد سے اس دن انیس آدمی شہید ہوئے۔

شاہ عبد الحق صاحب نے مابثت بالسنہ میں اہلبیت کے شہداء کی تعداد سولہ لکھی ہے۔

شاہ عبد الغنی صاحب نے ایک سائل کے جواب

حضرت حسنؓ کے بیٹے۔ حضرت علیؓ، حضرت عقیلؓ،
اور حضرت جعفر طیارؓ کی اولاد ہیں۔

جن خاص وجوہ کی بنا پر اہلبیت کے ان اصحاب گرامی
کی محبت و ذکر مدعیان ولایت اہلبیت کے دلوں میں اور
زبانوں پر نہیں ہے اس کی تفصیل ایک مقالہ میں مستقل
لکھی جائے گی۔ تاہم یہ بات ظاہر دین ہے کہ ہر شخص
اپنی اولاد کا نام اچھے سے اچھا رکھتا ہے۔ اور کم از کم اپنے
دشمنوں کے ناموں پر تو اپنی اولاد کا نام نہیں رکھتا۔ جن
سے عداوت ہو۔ اور عداوت بھی خدا و رسول کے لئے۔
اور خدا و رسول کے حکم سے ہو۔ ان کے نام سے اولاد جیسی
محبوب ترین شے کو موسوم کیا جاسکتا ہے؟ یا ان کے
نام پر اپنی اولاد کا نام رکھا جائیگا تو اسے جن سے دلی
محبت، قلبی، اہلبیت اور حقیقی اخوت و مودت ہو کر رہتی
ہے؟

عقل سلیم، انصاف، ایمان، انسانی ہوش و
حواس تو اس مشاہدہ و تجربہ یومیہ کا انتظار کریں نہیں سکتے۔
حضرت علیؓ کو حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت
عثمان رضی اللہ عنہم سے محبت نہ ہوتی تو آپ کبھی اپنی
عزیز اولاد کا نام ان کے مبارک و مقدس ناموں پر نہیں
رکھ سکتے تھے۔ اور نہ ہی حضرت حسنؓ اپنے پدر بزرگوار
کی طرح اپنے صاحبزادوں کے نام ان بزرگوں کے
نام پر رکھتے۔

اس کے گرامی شہیدان اہلبیت و مہمان اہلبیت
رضی اللہ عنہم اجمعین

بچ بچہ یہ تو جانتا ہے کہ خدا کو بدادہوتا ہے قرآن میں کی بیشی
اور تحریف ہوتی ہے۔ رسول علیہ السلام ما انزل الیہا
کی تالیف کا ۲۱ بار پر نہ کر سکے۔ ام المؤمنینؓ
بھی باوجود قرآنی گواہی کے انبیاء باللہ، متمم ہیں۔ اور
ہی انہما کرام اور بعض بزرگان اہلبیت بھی (خود باللہ) مسد
و ظالم و مرتد ہیں۔ لیکن جن کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ اور
انہیں اہلبیت، ستوتے، بارگاہ، چستے پھرتے، روتے ہنستے
آنسوؤں پر تین کا نام لیتے ہیں ان کے ساتھ یہ سلوک کہ ان
کے پیشہ پسند بزرگوں کے علاوہ اور کسی سے کوئی تعلق اور
علاقہ ہی نہیں۔ ان کی سیرت و اخلاق، فضائل و تعلیمات
سے تو کیا واسطہ۔ ان منتخب کردہ بارہ اماموں کی اولاد اور
ان سے قریبی قرابت رکھنے والوں اور کربلا میں شہادت پانے
والوں کے نہ تو نام ہی معلوم نہ ان کا زبانوں پر کوئی ذکر و
تذکرہ۔ مجلسوں میں مرثیہ پڑھتے ہوئے حضرت مڑکا تذکرہ
بھی کر دیا جاتا ہے۔ اور ان کے بھائی بیٹے اور غلام کا بھی۔
حضرت قاسمؓ کی شادی کی غلط روایت کو بھی شہرت دیجاتی
ہے۔ سکینہؓ، علیؓ، علیؓ، علیؓ، علیؓ اور عباسؓ علمبردار کا ذکر بھی ہوتا
ہے۔ ماتم اور سینہ کوئی کے وقت حسینؓ جیٹن جیٹن۔
حسینؓ بھی زبان پر ہوتا ہے۔ اور کبھی کبھی حسنؓ کا لفظ بھی اس
کے ساتھ لایا جاتا ہے۔ مگر نہیں ذکر آتا تو بالوالائے حضرت علیؓ
کے پوتے ابو جحافؓ کا۔ مڑکا۔ جو حضرت حسنؓ کے صاحبزادے ہیں۔
اور حضرت حسینؓ کے حقیقی بھتیجے۔ ابو بکرؓ اور عثمانؓ کا جو
صہر علیؓ کے صاحبزادے اور سیدنا حسنؓ و حسینؓ کے
علاقائی بھائی ہیں۔ حضرت عقیلؓ اور جعفر طیارؓ کی اولاد کا جو
اہلبیت میں داخل ہیں۔ اور قرابت قریبہ رکھتے ہیں۔ یہ سب
میدان کربلا میں شہید ہوئے۔ ظلماً قتل کئے گئے۔ حضرت
حسینؓ کے رشتہ دار بھائی، بھتیجے، اور بھانجے ہیں۔

۵ بنا کر دند فوش رلھے بجاک خون غلطیدن

خدا رحمت کند این کشتگان پاک طینت را

۱۱ حضرت جعفر بن عقیل بن ابی طالبؓ

نورالعین میں ہے کہ آپ نے پندرہ آدمیوں کو قتل کیا۔ کامل میں آپ کے قاتل کا نام بشیر بن سوطہ ہمدانی لکھا ہے۔

۱۲ حضرت عبدالرحمن بن عقیلؓ بن ابی طالب -

آپ نے مخالف لشکر کے پچاس آدمی مارے۔ آپ کا قاتل عبداللہ بن عروہ خثعمی ہے۔ اور کامل میں قاتل کا نام عثمان بن خالد جنسی لکھا ہے۔

۱۳ حضرت عبداللہ بن عقیلؓ بن ابی طالب -

۱۴ حضرت محمد بن ابی سعید بن عقیلؓ بن ابی طالب -

۱۵ حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیلؓ بن ابی طالب -

سیدنا حسینؓ سے قرابت قریبہ رکھنے والوں میں یہ سب پہلے شخص ہیں۔ جو تمام اخوان و انصار کے شہید ہونے کے بعد سب سے پہلے مارے۔ نورالعین میں ہے کہ آپ نے لڑے آدمی قتل کئے۔ مؤرخ مزاحم حمیری نے آپ کو قتل کیا۔ کامل میں ہے کہ آپ کا قاتل عمرو بن صبیح صدادی تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے مالک بن اسید حضرمی کے ہاتھ سے شربت شہادت نوش فرمایا۔

۱۶ حضرت محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالبؓ - سیدنا حسین کے حقیقی بھائی، حضرت زینب کے صاحبزادے ہیں۔ انہوں نے دس آدمی مارے۔ قاتل کا نام کامل میں عامر بن نضل تمیمی لکھا ہے۔

۱۷ حضرت عون بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالبؓ -

انہوں نے ساٹھ آدمی مارے۔ عبداللہ بن قطیبہ طائی آپ کا قاتل ہے۔

۸ حضرت ابو بکر بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ -

سیدنا حسینؓ کے حقیقی بھتیجے۔ حضرت حسنؓ کے صاحبزادے۔ ان کے قاتل کا نام حرملہ بن کاہن ہے۔

۹ حضرت عمر بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ -

سیدنا حسینؓ کے حقیقی بھتیجے۔ حضرت حسنؓ کے صاحبزادے۔

۱۰ حضرت عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ -

سیدنا حسینؓ کے حقیقی بھتیجے۔ حضرت حسنؓ کے صاحبزادے۔

۱۱ حضرت قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ -

سیدنا حسینؓ کے حقیقی بھتیجے۔ حضرت حسنؓ کے صاحبزادے۔ آپ کی عمر تقریباً انیس برس تھی۔ آپ کے قاتل کا نام سعد بن عمرو بن نفیل اردبی ہے (کامل)

آپ کے ساتھ حضرت حسینؓ کی دختر جناب سکینہ کے نکاح کی روایت فریقین کے نزدیک ہے سرویا اور غلط ہے۔ اور روایت و روایت دونوں کے اعتبار سے صحیح نہیں۔

۱۲ حضرت محمد بن علی بن ابی طالبؓ -

سیدنا حسینؓ کے علاقائی بھائی۔

۱۳ حضرت عثمان بن علی بن ابی طالبؓ -

سیدنا حسینؓ کے علاقائی بھائی۔ آپ کے قاتل کا نام یزید الطیبی ہے۔

۱۴ حضرت ابو بکر بن علی بن ابی طالبؓ -

سیدنا حسینؓ کے علاقائی بھائی۔ آپ کے قاتل کا نام قدامہ موصلی ہے یا عبداللہ بن عقبہ عنصری یا زحیر بن بدر نخعی ہے۔

۱۵ حضرت جعفر بن علی بن ابی طالبؓ -

سیدنا حسینؓ کے علاقائی بھائی۔ آپ کے قاتل کا نام قدامہ موصلی ہے یا عبداللہ بن عقبہ عنصری یا زحیر بن بدر نخعی ہے۔

۱۶ حضرت جعفر بن علی بن ابی طالبؓ -

سیدنا حسینؓ کے علاقائی بھائی۔

۱۷ حضرت جعفر بن علی بن ابی طالبؓ -

سیدنا حسینؓ کے علاقائی بھائی۔

نورالابصار میں لکھا ہے کہ آپ بچپن سال یا دائد کے تھے۔
معارف میں ۵۶ سال لکھا ہے۔ استیعاب میں ستاون یا ۵۸ سال ہے۔
۱۰ تاریخ یا فحی سے بھی اٹھاؤں سال معلوم ہوتا ہے۔
مگر تحریر الشہادتین میں چھپن سال پانچ ماہ پانچ دن مرقوم ہے۔
اور یہی معتقد ہے۔ ولادت شریف کے صحیح تاریخ کے اعتبار سے
بھی اسی کی صحت مانجھ ہے۔

علی صغیر رضی کی شہادت سے پہلے آپ کے تمام بھائی بھتیجے
بھلے بچے بیٹے اور ساتھی ایک ایک کر کے جدا ہو چکے تھے۔ اس طفل
صغیر کے بعد اب سیدنا حسینؑ تنہا رہ گئے۔ جب آپ بھی ماہ خدا
میں کام آپ کے نواب صرف آپ کے صاحبزادے سیدنا زین
العابدینؑ باقی رہے۔ جو نوجوان تھے اور ایسے بیمار کہ زندگی کی
امید نہ تھی۔ کچھ بچے اور بیٹیاں تھیں جن سب کو کربلا سے مزید کے
پاس اور پھر مدینہ منورہ پہنچایا گیا۔ سیدنا حضرت زین العابدینؑ
حضرت شاہ شہیدان کربلا رضی کی ظاہری و باطنی دولت کے وارث
ہوئے۔ اور آپ ہی کی اولاد سے سیدنا حسینؑ کی نسل باقی رہی۔

- (۲۱) حضرت فیروز دین (فیروزان) سیدنا حسینؑ کے غلام۔
(۲۲) حضرت سعدؑ حضرت علی بن ابی طالبؑ کے غلام۔
(۲۳) مسلم بن عوسجہ اسدیؑ - (۲۴) حبیب بن مظاہر اسدی۔
(۲۵) انس بن کاہن اسدی۔ (۲۶) حیان بن حارث سلیمان اسدی۔
(۲۷) بشیر بن عمر حضرمی۔ (۲۸) عمر بن حنظل حضرمی۔
(۲۹) برید بن جعفر ہمدانی۔ یا زید بن حصین ہمدانی۔
(۳۰) زہیر بن قیس ثعلبی۔ (۳۱) ہلال بن نافع بکسلی۔
(۳۲) عبداللہ بن عمر کلبی۔ (۳۳) وہب بن عبداللہ کلبی۔
یہ نوجوان اور ناکھتا تھے۔ والدہ کی تاکید سوا آئے اور شہید ہوئے۔
(۳۴) قیس بن مسهر میدادی۔ (۳۵) عمر بن خالد میدادی۔
(۳۶) سعید غلام آزاد عمر بن خالد میدادی۔ (۳۷) عبداللہ بن

(۱۶) حضرت عباس بن علی بن ابی طالب رضی۔
سیدنا حسینؑ کے علاقہ بھائی۔ شکر کے علمبردار
آپ کو ستاد اہلبیت بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ شیر نوار علی صغیر اور
بی بی سکینہ کے لئے آپ فرات پر پانی لینے کو گئے تھے۔
(۱۷) حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب رضی۔

سیدنا حسینؑ کے علاقہ بھائی۔ آپ کا قاتل بانی
بن لویب حضرمی ہے۔

(۱۸) حضرت علی اکبر بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی۔
سیدنا حسینؑ کے بڑے صاحبزادے۔ آپ کے قاتل
کانام ابن نمیر ہے۔ یا منقذ بن مرعیدی۔

(۱۹) حضرت علی صغیر بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی۔
سیدنا حسینؑ کے شیر نوار صاحبزادے۔ جب پیاس
کی وجہ سے بیتاب اور نڈھال ہونے لگے۔ پدر بزرگوار نے
گود میں لیکر شکر کے سامنے جا کر ان کے لئے پانی طلب کیا۔
اشقیاء میں سے کسی بد بخت کے لوگ تیرے اس محصوم
طفل کی پیاس بجھائی۔ اور رحم اس تشنہ دہن پر نہ کیا۔

(۲۰) حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی۔

تاریخ یا فحی میں ہے کہ آپ کی ولادت پانچویں
شعبان ۴۰ میں ہوئی۔ تاریخی اعتبار سے یہی یا فحی کا
قول زیادہ صحیح ہے۔ اگرچہ مدارج النبوة میں شعبان کی چوتھی
لکھا ہے۔ اور ایک قول بارہویں رمضان بروز جمعرات کل ہے۔
اور ایک روایت میں آخر ربیع الاول ۴۰ مسجور ہے۔

شہادت آپ کی باتفاق جمیع مورخین و ارباب
سیر و سوانح محرم یوم جمعہ بعد زوال آفتاب ۴۰ میں واقع
ہوئی۔ (سر الشہادتین)

عمر شریف میں اختلاف ہے۔ قتادہ کی روایت ہجری
کہ آپ کی عمر شہادت کے وقت ۵۶ سال ۶ ماہ تھی۔

- عروہ بن خرق غفاری - (۳۸) عبد الرحمن بن عروہ غفاری
 (۳۹) جون یا حریہ غلام آزاد ابو ذر غفاری -
 (۴۰) شیب بن عبد اللہ نضلی - (۴۱) قاسط بن زہیر تغلبی -
 (۴۲) کردس بن زہیر تغلبی - (۴۳) یحنا بن عقیق انصاری -
 (۴۴) عمر بن حنیہ - (۴۵) عبد اللہ بن یزید قیس -
 (۴۶) عبید اللہ بن یزید قیس - (۴۷) یزید بن شیب قیس -
 (۴۸) قصب بن عمرو غری - (۴۹) سالم غلام آزاد عامر بن مسلم -
 (۵۰) زہیر بن بشیر جعفی - (۵۱) حجاج بن مسروق جعفی -
 (۵۲) بن معقل جعفی - (۵۳) مسعود بن حجاج انصاری -
 (۵۴) سیف بن مالک انصاری - (۵۵) عامر بن مسلم انصاری -
 (۵۶) جویر بن مالک انصاری - (۵۷) ضرغام بن مالک انصاری -
 (۵۸) بن عجلان انصاری - (۵۹) ابونامہ انصاری -
 (۶۰) عمار بن ابی سلامہ انصاری - (۶۱) شیب بن حارث انصاری -
 (۶۲) مالک بن سریع انصاری - (۶۳) محمد بن انس انصاری -
 (۶۴) محمد بن مقداد انصاری - (۶۵) قیس بن ربیع انصاری -
 (۶۶) ثربن یزید رباحی - (۶۷) مصعب برادر ثرباحی -
 (۶۸) علی بن ثربن یزید رباحی - (۶۹) عروہ غلام علی پسر ثرباحی -
 (۷۰) سلیمان غلام آزاد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ -
 (۷۱) قاب غلام آزاد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ - (۷۲) ظاہر غلام آزاد دین الحق خرقی -
 (۷۳) اسد بن ابی دجانہ - (۷۴) مجمع بن عبد اللہ عاڈی -
 (۷۵) عمار بن حسان بن قریظ طائی - (۷۶) جندب بن حجر ثعلانی -
 (۷۷) یزید بن زیاد بن ظاہر کنذی - (۷۸) حبیلہ بن علی شیبانی -
 (۷۹) خظلمہ بن اسد شیبانی - (۸۰) سالم کلبی غلام آزاد بنی مزینہ -
 (۸۱) اسلم بن کثیر اعرج ازدی - (۸۲) زہیر بن سلیم ازدی -
 (۸۳) قاسم بن حبیب ازدی - (۸۴) عائس بن حبیب شاکری -
 (۸۵) سعد بن عبد اللہ الطبقی - (۸۶) مسیح غلام آزاد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ -
 (۸۷) شوز غلام آزاد شاکری - (۸۸) ہاشم بن غنہ -

یہ ان حضرات کی خدمت میں جنہوں نے میدان کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے نہایت جان بازی اور سرفروشی کے ساتھ لڑ کر جان دی۔ اور ایک ایک شخص نے متعدد دشمنوں کی جان لیکر شربت شہادت نوش فرمایا۔ اور اپنے زرین کارناموں کو رہتی دنیا تک درخشاں چھوڑ کر باغ فردوس میں چلے گئے۔

اللہ نے پیدا ہو کر پانچ دن تک ... تقسیم ہوا سب وہ محبان خدا کو پھر سب سوا حصہ ملا آل عبا کو + تحریک فرما کر ان کو کف قضا کو

آغاز مصیبت جو ہوا نام نبی پر
 اور خاتمہ بالخیبر حسین بن علی پر

راضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اولئک
 حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم
 للفکون۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ
 ونور عرشہ سیدنا النبی الکی
 سیدنا محمد وعلی آلہ وعلیہ و
 ازواجہ وصحبہ وبارک وسلم دائماً ابداً۔

دارالعلوم عزیزیت

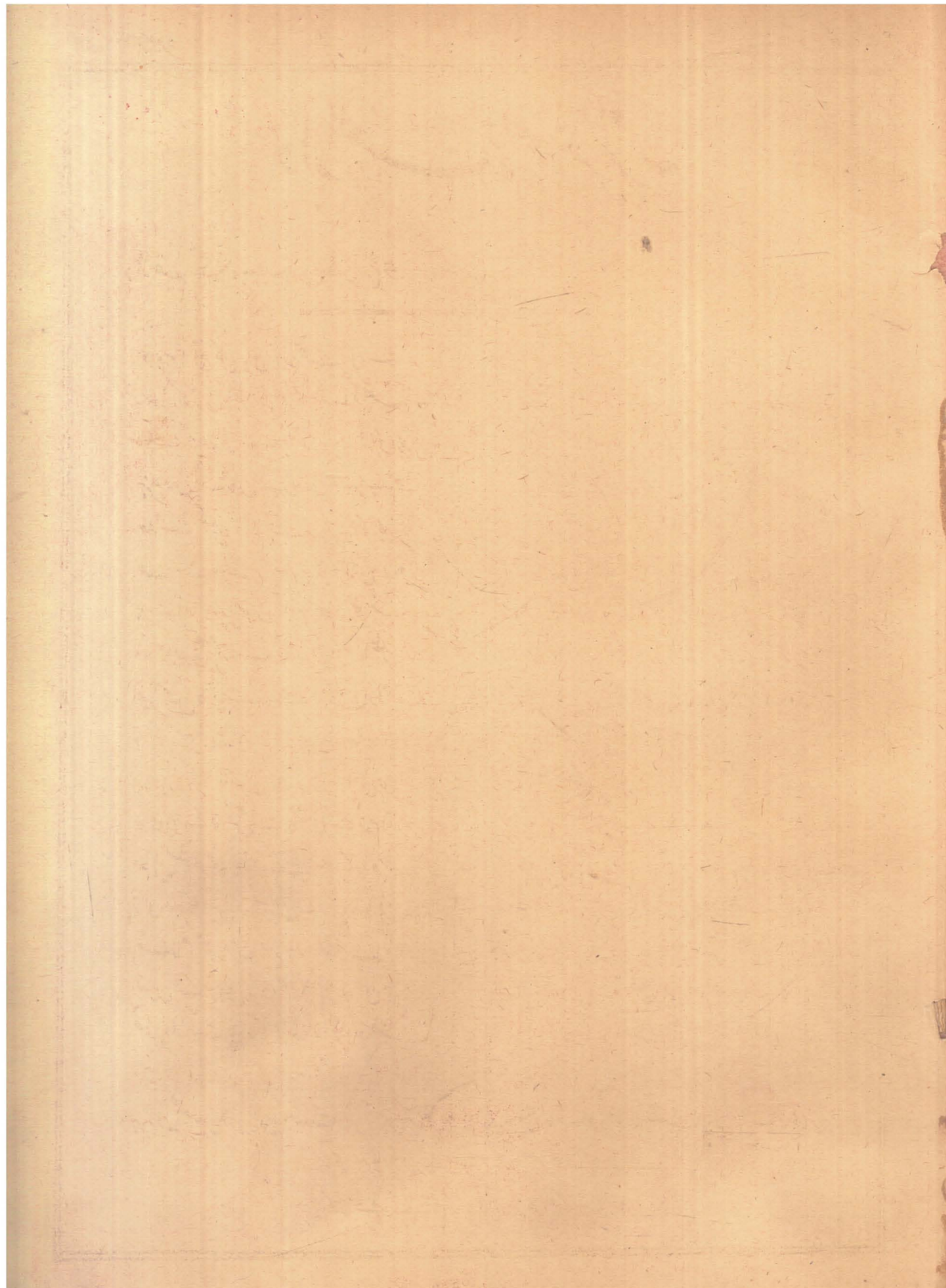
(از قلم غلام جیلانی ہزاروی مجوز متعلم دارالعلوم عزیزیت جامع مسجد بھیرہ)

عزیزو! آج کل یاں ابر رحمت کی ہے بارانی
رسول اللہ کی نظرِ کرم کا اک کرشمہ ہے
زمانے کو یہاں سے اکسراب فیض ہوتا ہے
ہزاروں تشنگان لب یہاں سیراب ہوتے ہیں
خدا نے کھینچ ڈالا نقشِ شرب کو بھیرہ میں
مدیث و فقہ و منطق تو فرقانی نوادوں کی
مرے آقا ظہور احمد کی تسلیخوں کا شہر ہے
وہ جن کی ہڈیوں سے مٹے ادیان باطل سب
امیر انجن دریاے معنی افتخار احمد
تو اس ہستی کو یارب تو حیات جاوداں دیدے
یہ جن کی کوششوں سے شانِ فرقانی ہویدا ہے
یہ جن کے نور من سے روشنی ہے بزمِ اقدس میں
وہ ہیں شیخ الحدیث مصطفیٰ سرکارِ دوعالم
تری سرکار میں مولایہ بیکس کی دہائی ہے
غلام محی دین سرکارِ والا قبلہ عالم
انہیں کے فیض سے تقسیم فیضان الہی ہے
علمبردار ملت اور باعث رونق و فخر
تری توحید کی کرنیں رسول اللہ کے جلوے
ہزاروں ٹیلیں اس بلخ وحدت میں دہن کھولیں

شریکِ حالِ قیمت ہے ہمارے فضل ربانی
مدینے کی صبا سے اس جن میں یہ نورانی
غرض اک علم کے بحرِ تلاطم کی ہے طغیانی
یہاں توحید کے نورِ ہدایت کی ہے تابانی
ہوا اس انجن سے ہر بشر کو فیض روحانی
صدافت سے پڑی ہر قلب متبل میں، رزانی
جو تھے اپنے زلمے میں چراغِ راہ عرفانی
لمی ہے ان کے جلووں سے ہر اک فتنے کو تابانی
ہو جن کی شانِ اقدس پر تصدقِ قر سلطانی
کہ ہو اسلام پائیدہ تو قائمِ مسلمان !
وہ میرے محترم برکات احمد فضل ربانی
ہویدا جن کے دم سے ہے جہاں میں شانِ رحمانی
برستا جن کی شانِ خاص سے ہے نور ایمانی
کہ تابندہ قیامت تک ہو یہ ماہِ عرفانی
سراپا فیض ہیں گرچہ بظاہر شکل انسانی
ہے مضمحل جن کے سینے میں سر اسرِ حذبِ سلطانی
محرر ذی وقار و با صفا ہیں در لاثانی !!
سدا قائم رہیں مولا سدا ہو نور افشانی
یونہی قائم رہیں مولا فضا یانِ ہزارانی

تری سرکار میں یارب مجوز سرنگوں ہو کر !

یہ کتنا ہے سدا قائم رہے یہ بزمِ ایمانی !!



رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۰

اکتوبر ۱۹۵۰ء



۱۰

۱۱

تاریخ ۱۰/۱۰/۵۰

مقام پشاور

موضوع

مدرسہ اسلامیہ

پشاور

مدرسہ اسلامیہ

پشاور

مدرسہ اسلامیہ

پشاور

مدرسہ اسلامیہ

پشاور

پنجاب

پنجاب